قسط نمبر 2

حورین کی چیخوں سے آن واحد میں سارا محلہ اس کے گھر کے باہر جمع ہوگیا تھا۔ پارس جو کل رات ہی نواب شاہ سے یہاں پہنچی تھی اپنی ماں کے ہمراہ انتہائی حواس باختہ سی حورین کے گھر میں داخل ہوئی جبکہ کمرے کا منظر دونوں ماں بیٹی کو دہلا گیا تھا حورین ہاشم احمد کے بے جان جسم کو خود سے بھینچے رو رہی تھی پارس کے والد اور محلے کے چند بزرگوں نے نرمی سے ہاشم احمد کے جسد خاکی کو اس سے علیحدہ کرنا چاہا مگر حورین نے اسے اور شدت سے خود سے لپٹالیا۔

''نہیں...... نہیں میرے ابا کو کوئی بھی مجھ سے الگ نہیں کرسکتا میں کہیں نہیں جانے دوں گی انہیں ابا...... ابا آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے ناں۔'' حورین آخر میں ہاشم احمد کا مردہ چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بالکل بچوں کے انداز میں بولی پارس کا کلیجا اپنی عزیز از جان سہیلی کی حالت پر پھٹنے لگا تھا بے ساختہ وہ بھی شدت سے رونے لگی۔ وہ کسی طور ابا کو خود سے الگ کرنے کو تیار نہیں تھی۔

''حورین اللہ کے واسطے ہوش میں آؤ ابا چلے گئے ہیں تمہیں چھوڑ کر اس حقیقت کو تسلیم کرو کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہے اب۔'' پارس حورین کا کندھا جھنجوڑ کر بولی مگر وہ کسی کی سن ہی کہاں رہی تھی۔ اس پر تو ایک جنون دیوانگی سوار تھی ماں کی جدائی پر تو اس نے جیسے تیسے کرکے صبر کرلیا تھا مگر شعور اور ذہن یہ بات ماننے سے قطعی انکاری تھا کہ اماں کے بعد اب ابا بھی اسے اس بے رحم بے ثباتی دنیا میں تنہا و اکیلا چھوڑ کر دوسرے جہان سدھار گئے ہیں۔

''میں نے کہا نا کہ کوئی بھی میرے ابا کو ہاتھ نہ لگائے میں انہیں کہیں نہیں جانے دوں گی۔ دور ہو جاؤ سب۔ آپ لوگ چلے جائیں پلیز چلے جائیں۔'' اس پل حورین بالکل ہی آپے سے باہر ہوگئی تھی پھر مجبوراً پارس اس کی والدہ اور چند لوگوں نے زبردستی حورین کو ابا سے علیحدہ کیا تو وہ چلاتے چلاتے پارس کی بانہوں میں جھول کر ہوش وخرد سے بیگانہ ہوگئی تھی۔

❁......♥......❁

کتنی ہی دیر وہ ساکت وصامت ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتا رہا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی ابھی جو اس کی سماعت نے سنا تھا وہ محض ایک خواب تھا جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ نجانے کتنی ہی دیر بے یقینی وبے یقینی کے درمیان جھولتا رہا پھر ذہن شاکڈ کیفیت سے باہر آیا تو بے اختیار اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا سمیر کو اس پل انتہائی شدت کے ساتھ ہاشم احمد سے کل کی گئی ملاقات یاد آ گئی جب اس نے انہیں انکار کا بتایا تھا تو صدیوں کی تھکن سمندر کی گہرائی سے زیادہ گہرا دکھ ان کے چہرے پر آ سمایا تھا آنکھوں میں اضطراب بے قراری ولاچاری کا طوفان سا امڈ آیا تھا اور آج...... آج وہ شریف النفس انسان زندگی جیسی انمول دولت سے ناتا توڑ بیٹھا تھا جسے ہر پل ہر آن بس اپنی جوان بن بیاہی بیٹی کی فکر لاحق رہتی کہ کہیں موت کا پروانہ پلک جھپکتے ہوئے آن پہنچے اور ان کی بیٹی تنہا و بے آسرا رہ جائے ان کا خوف ان کا خدشہ صحیح نکلا مگر اس بات کی ذمہ داری کچھ حد تک ان سب پر بھی آن پڑی تھی سمیر اس پل خود کو ان کی اچانک موت کا ذمہ دار ٹھہرا رہا تھا۔ احتشام کا شادی سے انکار بیٹی کے مستقبل کی تباہی کا خوف دلوں کی باتوں کا احساس موت کے آگے گھٹنے ٹیک گیا تھا۔ بے شک موت برحق ہے مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ حورین کی

شادی ٹوٹنے کا غم انہیں منوں مٹی تلے سلا گیا تھا۔

❀......♥......❀

کبریٰ بیگم اور حاکم دین اپنی جگہ چور بنے مگر انتہائی صدمے سے دوچار حورین کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے جو کسی کے قابو میں نہیں آ رہی تھی' جب اسے ہوش میں لایا گیا تو ہاشم احمد اپنے آخری سفر پر جانے کو تیار تھے۔ کبریٰ بیگم اور حاکم دین کو جب یہ اندوہناک خبر ملی تو حاکم دین بے ساختہ لڑکھڑا سے گئے جبکہ کبریٰ بیگم شدت غم سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں' احتشام جو اپنے کمرے میں سو رہا تھا آوازیں سن کر نیچے آیا تو معاملہ جان کر محض خاموش ہی رہا۔

''ہائے میری بن ماں کی بچی' آج اپنے باپ کے شفیق سائے سے بھی محروم ہوگئی' ابھی تو صغریٰ کی جدائی کے زخم بھرے بھی نہیں کہ اتنا بڑا زخم لگ گیا میری حورین کو۔'' کبریٰ بیگم روتے ہوئے بولیں پھر حاکم دین نے ہی سمیر شاہ کو اطلاع دی تھی' دونوں میاں بیوی کے ہمراہ احتشام بھی حورین کے گھر آیا تھا' حورین کو بڑی مشکلوں سے ہاشم احمد کے جنازے سے علیحدہ کیا تو وہ ایک بار پھر بے ہوش ہوگئی۔ سمیر حورین کی حالت زار دیکھ کر بہت غم زدہ ہوا اسے رہ رہ کر اپنے اوپر پچھتاوا ہو رہا تھا کہ اس نے ہاشم احمد سے بات ہی کیوں کی اگر ایسا نہیں ہوا ہوتا تو شاید آج وہ زندہ ہوتے' سمیر نے بے ساختہ حاکم دین کو دیکھا تو دونوں ہی ایک دوسرے سے نگاہ چرا گئے اس موقع پر بھی احتشام کا انداز بالکل نارمل تھا' سمیر کو اس پر بے تحاشا غصہ آیا نجانے بے حسی کی کس مٹی سے بنا ہوا تھا یہ شخص' کسی کے دکھ و تکلیف کی پروا نہ کسی کے جذبات کا احساس اس پل سمیر کا دل چاہا کہ اسے خوب کھری کھری سنائے مگر وہ جانتا تھا کہ اس خود غرض انسان پر کوئی اثر ہونے والا نہیں الٹا اس کی توانائی اور الفاظ ہی خرچ ہوں گے۔ وہ انتہائی بوجھل دل لیے وہاں سے چلا آیا۔

❀......♥......❀

پارٹی اس لمحے عروج پر تھی۔ سوئیٹی کے ڈیڈی کے فارم ہاؤس میں اس وقت بے پناہ ہلڑ بازی مچی ہوئی تھی' تیز آواز میں چلتا میوزک اس پر تھرکتے قدم' ہاتھوں میں گلاس لیے وہ زندگی کی رنگینیوں اور دلکشیوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ سوئیٹی کے ساتھ ڈانس کر کے خاور جب تھک سا گیا تو وہ فارم ہاؤس کے باہر بنے سوئمنگ پول کی جانب چلا آیا تازہ ہوا کا سرد جھونکا اس کو اس پل بہت بھلا لگا وہ تھوڑا لڑکھڑاتا ہوا وہاں چلا آیا اور وہاں بچھی کرسیوں میں ایک پر بیٹھ گیا۔ اس وقت آسمان بالکل سیاہ تھا نہ چاند تھا اور نہ اسے ستارے دکھائی دے رہے تھے۔ بادلوں کی دبیز تہہ نے آسمان کی رونقوں کو چھپا دیا تھا۔

''ارے آپ یہاں بیٹھے ہیں' میں تو آپ کو پورے ہال میں تلاش کر رہی تھی۔'' رجاء بلیک میکسی میں ملبوس دعوت عشرت دیتی اس کے سامنے کھڑی تھی' آج صبح ہی سوئٹی نے اسے فارم ہاؤس میں پارٹی کا بتایا تھا' وہ اور اس کے دوست رات یہاں پارٹی کر رہے تھے' خاور حیات پارٹی وغیرہ کے بالکل موڈ میں نہیں تھا' اور نہ ہی سوئٹی کے سنگ وقت گزارنے کی خواہش تھی کیونکہ اب اس کے ڈیڈی کا کام بھی سوئٹی کے والد سے نکل چکا تھا لہٰذا اسے کسی بھی بات کی مطلق پروا نہیں تھی سوئٹی ورلڈ ٹور سے آ کر بھی خاور کے پیچھے پڑ گئی تھی' لہٰذا وہ سنجیدگی سے اس سے جان چھڑانے کی فکر میں تھا مگر وہ تو حلق کی ہڈی ہی بنتی جا رہی تھی' اس نے سوچ لیا تھا کہ آج کی پارٹی کے بعد وہ سوئٹی سے صاف صاف بات کر لے گا' رجاء سے وہ پہلی بار مل رہا تھا' سوئٹی نے اسے اپنی کزن کہہ کر تعارف کروایا تھا' عام سے نین ونقوش کی مالک مگر متناسب سراپے کی حامل رجاء سے وہ کچھ خاص متاثر نہیں ہوا جبکہ رجاء خود ہی خاور کے گلے پڑ رہی تھی۔

''ایکچو لی مجھے اندر کچھ گھٹن محسوس ہو رہی تھی تو میں باہر چلا آیا۔'' خاور اس سے بات کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں تھا لہٰذا انتہائی سپاٹ لہجے میں بولا۔

چمکتے چاند کو ٹوٹا ہوا تارہ بنا ڈالا
میری آوارگی نے مجھ کو آوارہ بنا ڈالا
بڑا دلکش بڑا رنگین ہے یہ شہر کہتے ہیں
یہاں پر ہیں ہزاروں گھر' گھروں میں لوگ رہتے ہیں
مجھے اس شہر نے گلیوں کا بنجارہ بنا ڈالا
میں اس دنیا کو اکثر دیکھ کر حیران ہوتا ہوں
نہ مجھ سے بن سکا چھوٹا سا گھر' دن رات روتا ہوں
خدایا! تُو نے کیسے یہ جہاں سارا بنا ڈالا
میرے مالک! میرا دل کیوں تڑپتا ہے سلگتا ہے
تری مرضی! تری مرضی پہ کس کا زور چلتا ہے
کسی کو گُل' کسی کو تُو نے انگارہ بنا ڈالا
یہی آغاز تھا میرا یہی انجام ہونا تھا
مجھے برباد ہونا تھا' مجھے ناکام ہونا تھا
مجھے تقدیر نے تقدیر کا مارا بنا ڈالا

انتخاب: حریم زہرہ۔ کراچی

''لگتا ہے آپ ہم سے ناراض ہیں۔'' رجاء اس کے تھوڑا قریب جھکتے ہوئے دلکش انداز میں بولی تو خاور کوفت زدہ ہوگیا' آج پہلی بار اسے کسی لڑکی کی قربت سے بے چینی ہورہی تھی۔ وہ کوئی جواب دیتا کہ اسی پل باوردی ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے دو فریش ڈرنک کے گلاس لے آیا۔ رجاء نے سہولت سے اورنج جوس کا گلاس اسے تھمایا اور لیمن جوس کا گلاس خود تھام لیا' خاور نے نہ چاہتے ہوئے بھی گلاس تھاما اور چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگا۔

''سوئٹی بتارہی تھی کہ آپ کو گھڑ سواری بہت پسند ہے بلکہ ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑے بھی آپ کے پاس ہے۔'' رجاء نے استفسار کیا تو خاور کچھ کہتا کہ یک دم اسے ابکائی سی محسوس ہوئی سر میں بھی اچانک بھاری پن کا احساس ہوا۔

''آئی تھنک میری طبیعت کچھ ڈسٹرب ہورہی ہے' واش روم کہاں ہے؟''

''آپ پلیز میرے ساتھ آئیے۔'' رجاء یک دم پریشان سی ہو کر بولی پھر تیزی سے اس کا بازو تھام کر ایک جانب لے گئی۔ پانی سے اچھی طرح منہ دھو کر وہ واش روم سے باہر آیا تو کمرے میں رجاء کو محوِ انتظار پایا۔

''آر یو فائن ناؤ...... اگر آپ کہیں تو میں ڈاکٹر کو کال کروں۔'' رجاء اسے دیکھتے ہی تشویش زدہ لہجے میں بولی۔

''نہیں...... اب میں ٹھیک ہوں۔'' خاور ہاتھ اٹھا کر بولا مگر پھر اسی پل اسے اتنا شدید چکر آیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہوتا چلا گیا آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے رجاء کے ہونٹوں پر ایک پراسراری مسکراہٹ دیکھی تھی۔

❀......♥......❀

کبریٰ بیگم اور حاکم دین حورین کو زبردستی اپنے ہمراہ لے آئے تھے گو کہ حورین کے آس پڑوس والے بہت اچھے تھے اور اس کا خیال بھی رکھ رہے تھے خصوصاً پارس اور اس کے گھر والے مگر پھر بھی وہ جوان وخوب صورت تھی اس طرح اکیلے و تنہا اسے گھر پر چھوڑ دینا ہرگز مناسب نہیں تھا حورین کا دل ودماغ ابھی تک یہ قبول کرنے سے قاصر تھا کہ والدین جیسا انمول رشتہ اس سے چھن چکا ہے۔ اب وہ اس بھری دنیا میں بالکل اکیلی ہے اس کا ذہن بے پناہ

صدمے اور شاکڈ کی کیفیت میں تھا کبریٰ بیگم اس کا بے تحاشا خیال رکھ رہی تھیں اس کی دل جوئی کررہی تھیں مگر اس کے اوپر بے حسی کی کیفیت طاری تھی پارس بے چاری ہر دوسرے دن اپنی اماں تو کبھی ابا کے ہمراہ اس کے پاس آجاتی‘ اسے زندگی کی جانب لانے کی تگ ودو کرتی مگر سب بے سود ایک دوبار احتشام نے بھی اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ خالی خالی نظروں اور ذہن سے محض اسے دیکھتی رہ جاتی‘ ایک دن کبریٰ بیگم کا پیمانہ ضبط لبریز ہوگیا تو وہ اپنے شوہر کے سامنے رودیں۔

”یہ سب احتشام کا کیا دھرا ہے‘ نہ وہ بدبخت حورین سے شادی سے انکار کرتا نہ ہاشم احمد یوں دنیا چھوڑ کر جاتا اور نہ میری پھولوں جیسی بچی کی یہ حالت ہوتی۔“

”اب ہونی کو کون ٹال سکتا ہے احتشام کی ماں‘ وہ غریب حورین کو دلہن بنا دیکھنے کا ارمان لیے قبر میں سوگیا‘ کتنا بے کس اور مجبور باپ تھا وہ۔“ حاکم دین کو بھی یوں ہاشم احمد کی موت پر بے پناہ صدمہ تھا‘ شاید تمام بیٹیوں کے باپ کے دل اتنے ہی حساس ونازک ہوتے ہیں جیسے ہاشم احمد کا تھا‘ جو اپنی بیٹی کے شادی نہ ہونے کی خبر پر ہی بند ہوگیا تھا۔

”میں تو اس بات پر افسردہ ہوں کہ ہم نے حورین کی منگنی احتشام جیسے لڑکے سے کی ہی کیوں؟ اگر یہ منگنی ہوتی ہی نہیں تو آج حورین اپنے گھر بار والی ہوتی۔“ حاکم دین پچھتاوے میں گھر کر بولے تو کبریٰ بیگم نے اپنے مجازی خدا کی جانب سر اثبات میں ہلا کر دیکھا۔

”آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں‘ میں تو یہی سمجھتی رہی کہ احتشام کی لاپرواہیاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہوجائیں گی وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے لگے گا مگر نہیں......! وہ تو پہلے سے بھی زیادہ خود پسند اور بے پرواہ ہوگیا ہے۔“ کبریٰ بیگم بھیگی ہوئی آواز میں بولیں تو پارس جو حورین کو سلا کر اپنے گھر جانے کا بتانے کی غرض سے ان کے کمرے کی جانب آئی تھی ادھ کھلے دروازے سے آتی باتوں کی آواز سن کر بے اختیار وہیں ٹھہر گئی تھی یہ حقیقت جان کر وہ پوری جان سے لرز گئی تھی‘ ایک شاکڈ کی کیفیت سے بمشکل نکل کر اسے پہلا خیال حورین کے خوابوں کے ٹوٹنے کا آیا تھا۔

”اف کتنا جانگسل انکشاف ہے یہ کہ......وہ بے اختیار اپنے نچلے لب کو دانتوں سے کچل گئی۔“ کہ حورین یک طرفہ محبت کے پرخار راستے پر دیوانہ وار دوڑ رہی ہے اس کی چاہتیں‘ محبتیں‘ شدتیں‘ سب یک طرفہ ہیں اس کے ملن کا انتظار بھی یک طرفہ“ پارس دل ہی دل میں خود سے بولی پھر بے تحاشا آنسوؤں کو بمشکل روکتے ہوئے وہاں سے بھاگنے کے انداز میں باہر نکل آئی تھی۔

❁......♥......❁

خاور نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں تو سر میں شدید درد کی لہر اٹھی اس نے بے اختیار دوبارہ آنکھیں بند کرلیں۔ اس وقت اس کا دماغ دریا میں چلتی کشتی کی مانند ڈانواڈول ہورہا تھا وہ چند ثانیے بستر پر یونہی ساکت پڑا رہا پھر یک دم سوئیٹی کے دھاڑنے کی آواز آئی تھی۔

”یو ایڈیٹ‘ اسٹوپڈ......“ خاور نے جلدی سے گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو سوئیٹی اس کے سر پر کھڑی اسے بے تحاشا گالیوں اور مختلف القابات سے نواز رہی تھی خاور نے غائب دماغی سے اس کے ہلتے ہونٹوں کو دیکھا مگر کچھ پلے نہیں پڑا‘ وہ سوچ رہا تھا کہ اتنی صبح صبح سوئٹی اس کے کمرے میں کیا کررہی ہے......اور اتنا چلا کیوں رہی ہے؟ ابھی وہ اس سے کچھ پوچھتا کہ اچانک۔ خاور کی نگاہ صوفے پر بیٹھی بے ترتیب حلیے سمیت رجاء پر پڑی تو بے تحاشا چونکا جس کے پاس کھڑے سوئیٹی کے کچھ فرینڈز شاید اسے خاموش کرا رہے تھے۔ جو چھکوں پھکوں رو رہی تھی۔ وہ بجلی کی تیزی سے بستر سے اچھل کر اٹھا سارا خمار ہرن ہوگیا تھا۔

ماں

⌘ اس چھوٹے سے لیکن محبت بھرے لفظ میں کتنی کشش ہے کیسی جاذبیت ہے ان تین حرفوں میں کتنا پیار چھپا ہوا ہے۔

⌘ ماں کا عزم اور استقلال پتھروں کو بھی پاش پاش کر دیتا ہے۔

⌘ ماں تجھ میں کون سا جوہر پوشیدہ ہے کہ سارا عالم تیرے نقوش کی قسم کھاتا ہے۔

⌘ ماں تو ایک لاثانی وجد ہے تیری معصومیت تیری شفقت اور عہد وفا پر فرشتوں کو بھی ناز ہے۔

⌘ ماں تو وہ عظیم ہستی ہے کہ تمام مذاہب تک تیرے آگے اپنی پیشانی عقیدت سے جھکا دیتے ہیں۔

عینی طارق...... اسلام آباد

''کیا ہوا......! سوئیٹی تم اتنا چیخ کیوں رہی ہو اور یہ رجاء......'' خاور خود ہی اپنا جملہ ادھورا چھوڑ گیا۔

''میں تو تمہیں صرف جھوٹا ہی سمجھتی تھی مگر تم اتنے گھٹیا اور گرے ہوئے انسان ہو یہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔'' سوئیٹی انتہائی نفرت سے اپنی ناک سکیڑتے ہوئے نخوت سے بولی تو خاور کو بھی طیش آ گیا۔

''زبان سنبھال کر بات کرو۔'' خاور بستر سے اٹھا اور اب معاملہ کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آ رہا تھا۔

''اونہہ تم ہمارا منہ بند نہیں کر سکتے خاور اور سنبھالنی تو تمہیں مشکل ہو جائے گی اپنی عزت اور امیج تم نے رجاء کے ساتھ جو زیادتی کی ہے وہ تمہیں بہت مہنگی پڑنے والی ہے' سمجھے' یو ایڈیٹ۔'' سوئیٹی دانت چباتے ہوئے زہرخند انداز میں بولی تو خاور نے سوئیٹی کو انتہائی اچنبھے سے دیکھا پھر رجاء کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا اتنا تو وہ سمجھ ہی گیا تھا کہ رجاء کوئی تماشا کھڑا کر رہی ہے مگر سوئیٹی بھی رجاء کی ہم نوا تھی یہ بات خاور کو انتہائی حیرت میں مبتلا کر گئی تھی۔

''اس...... اس کمینے نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔'' رجاء سر اٹھا کر خاور کی جانب انگشت شہادت اٹھاتے ہوئے بولی۔

''شٹ اپ' یو سلی گرل تم کہیں کی تھی بھی کہاں میں تم جیسی دو ٹکے کی لڑکیوں کو منہ لگانا تو دور کی بات ان پر ایک نگاہ ڈالنا بھی پسند نہیں کرتا اور سوئیٹی تم......'' وہ سوئیٹی کی جانب بل کھا کر پلٹا۔ ''تم یہ گھٹیا تھرڈ کلاس فلموں والا سین کریٹ کر کے کیا سمجھ رہی ہو ہاں؟ میں خاور حیات ہوں' تم اپنے ان پالتو بوائے فرینڈز کے ساتھ کھیلو میری عزت اور امیج سے کھیلنے کی کوشش میں کہیں اپنی عزت اور امیج سے نہ ہاتھ دھو بیٹھو۔''

''اوہ یو...... تم بھی مجھے نہیں جانتے خاور آئی ایم سوئیٹی ابراہیم مجھے ریجیکٹ کرنے والا اس دنیا میں ابھی پیدا نہیں ہوا سمجھے۔'' بے پناہ طیش کے عالم میں سوئیٹی اپنے اندر کی بات خاور پر عیاں کر گئی تو خاور نے اسے بے تحاشا چونک کر دیکھا پھر وہ اپنے چمچوں کے ہمراہ کمرے سے واک آؤٹ کر گئی جبکہ مارے طیش و بے بسی کے خاور نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی اس پل اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سوئیٹی کا گلا دبا دے کتنی آسانی سے اس نے اس پر جال پھینک کر اسے پھنسالیا تھا' خاور سلگتے ذہن سے کچھ سوچتا رہا پھر وہ خود بھی وہاں سے نکل گیا۔

❀......♥......❀

اس واقعہ کی خبر سوئیٹی نے پریس و میڈیا تک پہنچادی تھی حیات افتخار کے لیے یہ سچویشن کافی پریشان کن تھی' خاور بھی اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا' سوئیٹی نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا حیات افتخار کا بزنس کی دنیا میں ایک خاص مقام تھا۔ میڈیا میں بھی وہ اپنا اثر و رسوخ رکھتے تھے یہ اسکینڈل ان کی امیج کو متاثر کر رہا تھا۔ دراصل ابراہیم خاکوانی نے سوئی کا

پروپوزل خود سے حیات افتخار کے سامنے خاور کے لیے رکھا تھا حیات افتخار نے اپنے بیٹے کے رجحان کو نہ دیکھتے ہوئے فی الحال انہیں ٹال دیا تھا سوئیٹی کا فرینڈسی نجانے یہ بات کیسے جان گیا تھا کہ خاور سوئیٹی سے شادی کرنا نہیں چاہتا اور آج کل وہ اس سے پیچھا چھڑانے کی ترکیبیں سوچ رہا ہے۔ یہ تمام باتیں جب سوئٹی کے علم میں آئیں تو توہین واہانت کے احساس سے وہ بے پناہ مشتعل ہوگئی۔

''اس خاور کی اتنی ہمت کہ مجھ جیسی لڑکی کو وہ اس طرح ٹھکرانے کی جرأت کرے۔ خاور اب تم دیکھنا میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں' تم بھی ساری زندگی یاد رکھو گے کہ سوئٹی جیسی لڑکی کے ساتھ تمہارا پالا پڑا۔'' پھر سوئٹی نے ہی پورا پلان بنایا' رجاء ایک ایسی لڑکی تھی جو اس طرح کے ڈرامے اور حرکات وسکنات کرکے امیروں کو لوٹتی اور انہیں بلیک میل کرتی تھی۔ وہ پیسے کی خاطر سب کچھ کرسکتی تھی' اپنے کام میں رجاء بہت ماہر تھی' اب تک کتنے ہی امیروں کو وہ اپنی اداؤں سے دام الفت میں پھنسا کر یا پھر کسی کے کہنے پر انہیں بلیک میل کرچکی تھی' سوئٹی بہانے سے خاور کو اپنے فارم ہاؤس لے آئی تھی اور رجاء کے ذریعے انہوں نے اس کی سوفٹ ڈرنک میں کچھ ملا دیا تھا' جسے پی کر خاور کی طبیعت خراب ہوئی اور پھر وہ بے ہوش ہوگیا' اس واقعے کو لے کر میڈیا بہت شور مچا رہا تھا' حیات افتخار کے بزنس حریف بھی اس موقع سے فائدہ اٹھا رہے تھے' اس تمام سچویشن نے حیات افتخار کو اچھا خاصا بوکھلا دیا تھا' سمیر اور احتشام کے علم میں یہ بات آئی تو فوراً وہ خاور کے پاس پہنچے تھے۔

''میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا خاور کہ سوئیٹی سے کلیئر کٹ بات کرلو وہ اتنی سیدھی لڑکی ہرگز نہیں ہے اس کا اندازہ تو مجھے پہلے ہی ہوگیا تھا۔''

''سمیر تم کیا سمجھتے ہو وہ مجھ سے شادی کرنے کے شوق میں مری جارہی تھی؟ اونہہ ایسی لڑکیاں ایک مرد پر کبھی اکتفا نہیں کرتیں وہ صرف میرے ٹھکرانے کا بدلہ لے رہی ہے مجھ سے کیوں کہ مردوں کو تو وہ اپنے پیر کی جوتی کی طرح استعمال کرتی ہے' کچھ عرصہ پہنا پھر پھینک کر دوسرا خرید لیا۔'' وہ انتہائی رعونت ونفرت سے سوئیٹی کا ذکر کرتے ہوئے بولا۔

''اب کیا ہوگا...... اس صورت حال سے کیسے نمٹا جائے...... تمہارے ڈیڈی تو پریشان ہوں گے نا؟'' احتشام نے خاور سے استفسار کیا تو خاور نے ایک ہنکارا بھرا۔

''ہوں وہ تو الٹا مجھ سے شدید ناراض ہیں' میں نے ان کے فائدے کی خاطر سوئیٹی سے اپنا رشتہ جوڑا تھا ورنہ اسی دن جس دن سمیر نے مجھے کلب میں مشورہ دیا تھا کہ سوئٹی سے صاف صاف بات کرلو تو اسی وقت میں اس کے ہوش ٹھکانے لگا دیتا۔''

''بہر حال جو ہوا سو ہوا' اب بتاؤ ہوگا کیا؟ اور وہ لڑکی کیا نام ہے اس کا؟'' بولتے بولتے سمیر نے ذہن میں زور ڈالتے ہوئے کہا۔ تو خاور منہ بنا کر بولا۔

''رجاء۔''

''ہاں رجاء وہ بہت شور مچا رہی ہے کہہ رہی ہے یا تو خاور مجھ سے شادی کرے یا پھر جیل جانے کو تیار ہوجائے۔''

''اونہہ' اس کے باپ کا مال ہوں میں جیسے! ارے بازاری عورت ہے چند روپوں کی خاطر نوٹنکی کررہی ہے۔'' اس وقت خاور کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ رجاء اور سوئٹی کو اپنے پستول کی گولیوں سے بھون ڈالے پھر معاً اسے کچھ یاد آیا تو سمیر سے استفسار کرنے لگا۔

''اس سوئٹی کو یہ کیسے پتہ چلا کہ میں اس سے شادی کرنا نہیں چاہتا' اور اس سے پیچھا چھڑانے کی کوششوں میں

اِک ایسا سمندر ہوں
جس کا کوئی ساحل ہی نہیں
اِک ایسا مسافر ہوں
جس کی کوئی منزل ہی نہیں
سرِ عام قتل ہوا ہوں لیکن
یہاں تو کوئی قاتل ہی نہیں
زندگی نے کیا دیا ہے مجھے
میں وہ پتھر ہوں جس کا کوئی دل ہی نہیں
ایسے لوگوں کو یاد کرنے سے کیا فائدہ اقصم
وہ جو تیری زندگی کی کتاب میں شامل ہی نہیں
میں وہ آشیانہ ہوں جو ٹوٹ کے بکھر گیا
اب تو کہیں نظر آتی کرچیں ہی نہیں

انتخاب: عائشہ سلیم......کراچی

ہوں۔" خاور کی بات پر سمیر نے ذہن پر زور دیا تو اس کی آنکھوں میں اس دن کا منظر پوری آب وتاب سے سامنے آ گیا جب کلب کے اندر وہ دونوں گلف کھیل رہے تھے اور خاور حسب معمول ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول تھا اور سوئیٹی کا تذکرہ آن نکلا تھا۔ اس دن سمیر نے وہاں سے سنی کو گزرتے دیکھا تھا، مگر حقیقت یہ تھی کہ پلر کے پیچھے کھڑے ہو کر وہ سب کچھ سن چکا تھا اور وہاں سمیر کے سامنے سے یوں پوز کرتا ہوا گزرا جیسے وہ محض یہاں سے گزرا ہو۔

"یاد آیا خاور وہ اس دن جب ہم گولف کھیل رہے تھے تو سنی وہاں سے گزرا تھا۔ سوئٹی تو ان دنوں ورلڈ ٹور پر تھی۔" سمیر کچھ سوچتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر بولا تو خاور یک دم اچھل پڑا۔

"اسی کمینے نے سوئیٹی کو یہ سب بتایا ہوگا، چغلی لگا کر سنی نے سوئیٹی کے سامنے ہیرو بننے کی کوشش کی ہوگی، میں نے اس سالے کو اپنے سامنے ناک رگڑنے پر مجبور نہ کر دیا نا تو میرا نام بھی خاور حیات نہیں۔"

"ایک تو تم ہر شخص کے پیچھے فوراً پڑ جاتے ہو ارے دفع کرو اس سنی کو وہ بھی ایم این اے کا بھتیجا ہے اب کسی نئے پھڈے میں مت کود جانا۔ تم یہ سوچو کہ اس رجاء اسکینڈل سے تم باعزت باہر کیسے آؤ گے؟" سمیر نے خاور کو ٹھنڈا کرتے ہوئے اس کی توجہ اصل معاملے کی جانب دلوائی تو خاور بھی ڈھیلا پڑا۔

"میرے خیال میں انکل بھی اپنا اثر ورسوخ استعمال کر رہے ہوں گے سوئیٹی نے خاور کو بہت ہلکا لے لیا جتنا آسان وہ سمجھ رہی ہے یہ کام اتنا آسان نہیں، خاور کو بدنام کرنا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔" احتشام خاور کو چڑھاتے ہوئے بولا تو وہ تن سا گیا۔

"تم بالکل صحیح کہہ رہے ہو احتشام، میرا باپ ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھا ہوا، فی الحال تو وہ رجاء کو خریدنے کی کوشش کر رہا ہے پھر تم دیکھنا اس سوئیٹی اور اس کے باپ کو ہم کیسا مزہ چکھاتے ہیں۔"

"گائز اب میں چلتا ہوں، ممی کے ساتھ شاپنگ پر جانا ہے آج کل تیاریاں بہت تیزی سے چل رہی ہیں۔" سمیر

اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے بولا تو خاور کو جیسے اچانک یاد آ گیا۔

"اوہ تمہاری شادی میں تو بہت کم دن رہ گئے ہیں یار ویسے ہنی مون کہاں کا پلان کیا ہے؟"

"میں نے تو کچھ پلان نہیں کیا ہاں ساحرہ کچھ تذکرہ کر تو رہی تھی۔" اس بات پر خاور اسے دیکھ کر ہنس کر بولا۔

"اف اتنی بے خبری اور بے نیازی بے چاری ساحرہ بھابی تم جیسے خشک رومانس سے دور بھاگنے والے شخص کے ساتھ وہ کیسے گزارا کریں گی۔"

"تجھے ترس کھانے کی ضرورت نہیں ہے میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ تجھ جیسے دل پھینک' رنگین مزاج اور چھچھورے لڑکے کے ساتھ میری ہونے والی بھابی کیسے گزارا کریں گی۔" سمیر خاور پر برابر کی چوٹ کرتے ہوئے بولا تو خاور ایک مصنوعی آہ بھر کر گویا ہوا۔

"ہائے ظالم اس پل کس کی یاد دلا دی تو نے میری جان جگر جان تمنا اتنے دن سے اسے دیکھا بھی نہیں۔"

"خاور یہ چیٹنگ ہے یار تو ہمیں اس لڑکی سے ملواتا کیوں نہیں؟ ہم بھی تو دیکھیں آخر اس لڑکی میں ایسی کون سی خاصیت ہے جو تو لٹو کی طرح چکرا رہا ہے۔" احتشام نے تقریباً ناراض ہونے والے انداز میں کہا تو سمیر بھی تائیدی انداز میں سر اثبات میں ہلا کر بولا۔

"احتشام بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے خاور' یہ بہت غلط بات ہے آخر وہ لڑکی کون ہے' کہاں رہتی ہے' کیا کرتی ہے' اس کا نام کیا ہے' تجھ کھامڑ کو وہ کہاں ملی' یہ سب تو ہمیں کب بتائے گا؟"

"صبر کر میرے دوست صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔" خاور سمیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا پھر مزید گویا ہوا۔

"ہاں اتنا ضرور تم دونوں کو بتا سکتا ہوں کہ اس کا حسن ایسا جادوئی ہے جیسے بارش کا پہلا قطرہ' لچکتی بل کھاتی شاخ کی مانند اس کا خوب صورت سراپا جس کی بھول بھلیوں میں دل کہیں الجھ جاتا ہے اور......"

"سینسر سینسر' مزید تعریفیں تو خود اپنے آپ سے کر لینا' میرے بھائی۔" سمیر ہنستے ہوئے بولا تو خاور تھوڑا خفیف سا ہو گیا پھر تینوں دوست زور سے ہنس دیئے۔

❁......♥......❁

حورین آہستہ آہستہ زندگی کی جانب آ رہی تھی' کبریٰ بیگم حاکم دین اور پارس کی بے پایاں کوششوں سے وہ کچھ نارمل ہو گئی تھی مگر زیادہ تر وہ چپ چپ اور گم صم رہتی تھی' بیٹھے بیٹھے نجانے کہاں کھو جاتی' یہاں تک کہ احتشام کی موجودگی بھی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی تھی' پہلے وہ میکانکی انداز میں کبریٰ بیگم کا کام وغیرہ میں ہاتھ بٹاتی کھاتی پیتی اور سو جاتی تھی البتہ اب وہ خالہ خالو کی باتوں پر ہوں ہاں کر دیا کرتی تھی۔

کبریٰ بیگم جب رات سونے کے لیے اپنے کمرے میں آئیں تو اپنے مجازی خدا سے گویا ہوئیں۔ وہ کافی دنوں سے حورین کے ساتھ ہی سو رہی تھیں مگر حورین کچھ سنبھلی تو اس نے زبردستی انہیں اپنے کمرے میں بھیجا تھا۔

"میں اب ٹھیک ہوں خالہ امی' آپ پلیز اپنے کمرے میں سو جائیں' خالو کو کسی چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔" حورین نرمی سے گویا ہوئی تو کبریٰ بیگم بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولیں۔

"تو ان کی فکر نہ کر انہیں جو چاہیے ہوگا وہ خود لے لیں گے۔"

"پھر بھی خالہ امی مجھے اچھا نہیں لگتا' مجھے تو ہمیشہ سے اکیلے سونے کی عادت ہے' آپ خالو کے پاس جایئے مجھے ضرورت ہوگی کسی چیز کی تو میں آپ کے پاس آ جاؤں گی۔" حورین نے زور زبردستی کر کے انہیں ان کے کمرے میں بھیجا تھا مگر ان کے جانے کے بعد اسے خالی کمرے سے بے پناہ وحشت ہوئی تھی' اپنے ماں باپ کی یادیں عود کر آئی

تھیں اور اس کی آنکھوں میں ساون آ ٹھہرا تھا' کبریٰ بیگم کی بات پر حاکم دین ایک گہری سانس بھر کر رہ گئے تھے۔

"اپنے ہاتھ پیروں سے بالکل ٹھیک ٹھاک چلتا پھرتا باپ اچانک اس طرح موت کی آغوش میں جا سویا یہ بات واقعی بے حد تکلیف دہ اور اذیت ناک ہے اور افسوس تو اس بات کا ہے کہ بھائی ہاشم ہمارے دیئے صدمے کی بدولت اس دنیا سے چلا گیا۔"

"اللہ کو شاید یہی منظور تھا کاتب تقدیر کے آگے ہم سب بے بس ہیں۔ یہ سب تو پہلے ہی لکھا ہوا تھا۔" دونوں میاں بیوی ہاشم احمد کی موت کا ذمہ دار خود کو ہی ٹھہراتے اور ایک دوسرے کو تسلیاں بھی دیتے تھے۔

"اللہ گواہ ہے نیک بخت ہم نے یہ کبھی نہیں چاہا کہ اسے کوئی صدمہ پہنچے مگر......!" حاکم دین جملہ ادھورا چھوڑ کر ایک دم رو دیئے۔ شوہر کو اس حالت میں دیکھ کر کبریٰ بیگم تڑپ اٹھیں۔

"آپ خود کو کیوں قصوروار ٹھہراتے ہیں' آپ نے تو حورین کی بھلائی چاہی تھی اور پھر ہم احتشام کو راضی کرنے میں ناکام بھی تو ٹھہرے تھے۔"

"بس ہاشم احمد تم مجھے معاف کر دینا' شاید ہم دونوں ہی تمہارے قصوروار ہیں کیونکہ ہماری اولاد کے سبب تمہیں اتنا بڑا صدمہ ملا۔" حاکم دین ہنوز انداز میں بولے تو کبریٰ بیگم بھی خود پر ضبط نہیں رکھ سکیں۔

❀......♥......❀

پارس کی منگنی تھی اس نے حورین کو اپنی قسم دے کر آنے کا اصرار کیا تھا۔ ہاشم احمد کو گزرے تین ماہ ہو چکے تھے اور ان تین مہینوں میں وہ ایک بار بھی گھر سے باہر نہیں نکلی تھی' منگنی کی سادہ سی تقریب گھر پر ہی تھی پارس کی شادی کا اسے بے حد ارمان تھا' مگر اب جب اس کی منگنی کا دن آیا تو اس کا دل ہر بات سے اچاٹ ہو چکا تھا۔

"حورین بیٹا چلی جاؤ نا تمہارا دل بھی بہل جائے گا اور پارس بھی کتنا خوش ہوگی۔ ورنہ اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ تیرے بچپن کی سہیلی ہے وہ' چلو اٹھو اور تیاری کرو شاباش۔" کبریٰ بیگم اسے چمکارتے ہوئے بولیں تو حورین بے زاری سے گویا ہوئی۔

"خالہ امی میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا' میں پارس سے معافی مانگ لوں گی۔"

"پارس تمہاری بہنوں کی طرح ہے وہ بھی تمہیں اپنی بہنوں کی طرح چاہتی ہے' تمہارا انتظار کرے گی وہ' چلی جاؤ میری بچی۔" خالہ اسی انداز میں بولیں تو حورین نے بڑی بے بسی سے انہیں دیکھا۔ "میں تمہارے خالو سے کہہ دوں گی وہ تمہیں چھوڑ آئیں گے اب بس زیادہ سوچو مت اور جانے کی تیاری کرو' چلو اٹھو۔" خالہ امی نے اسے زبردستی اٹھا کر ہی دم لیا پھر اس نے انتہائی بجھے دل سے منگنی میں شرکت کی اور خالو کے ساتھ ہی واپس آ گئی۔

❀......♥......❀

سوئیٹی کے رچائے گئے ڈرامے میں کافی سنگینیاں آ گئی تھیں' خاور حیات اچھا خاصا پھنس گیا تھا جبکہ سوئیٹی کے والد ابراہیم خاکوانی بھی بیٹی کے اس پلان میں شریک تھے' حیات افتخار نے اپنے دوستوں اور وکیل کے مشوروں کے مدنظر خاور حیات کو ملک سے باہر بھجوا دیا تھا رجاء میڈیا پر خوب شور مچا رہی تھی اور میڈیا بھی اس واقعہ کو خوب اہمیت دے رہا تھا۔ ان کے پاس واحد راستہ یہی تھا کہ فی الحال خاور حیات کو اسکرین سے بالکل غائب کر دیا جائے جبکہ خاور سخت طیش کے عالم میں پیچ و تاب کھا رہا تھا' وہ بزدلوں کی طرح یوں ملک چھوڑ کر جانا بھی نہیں چاہتا تھا مگر حیات افتخار نے زبردستی اسے یورپ روانہ کر دیا تھا ان ہی دنوں سمیر شاہ کی شادی کی تقریبات کا بھی آغاز ہو گیا تھا۔ سمیر اور احتشام دونوں دوست خاور کو کافی مس کر رہے تھے جو سمیر کی شادی میں شرکت نہیں کر سکا تھا' سمیر کی شادی بخیر و عافیت اختتام پذیر ہوئی تو وہ

اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون کے لیے چلا گیا اور احتشام نے اپنے باہر جانے کے لیے ہاتھ پیر مارنا شروع کردیئے‘ وہ بس کسی بھی طرح ملک سے باہر جانا چاہتا تھا اور اس سلسلے میں وہ مختلف کمپنیوں سے بھی رابطہ کررہا تھا جبکہ کبریٰ بیگم اور حاکم دین نے حورین سے یہ حقیقت ابھی تک چھپا رکھی تھی کہ احتشام اپنے تئیں اس کے ساتھ منگنی اس کے باپ کی زندگی میں ہی ختم کرچکا ہے حورین اب کافی سنبھل گئی تھی‘ وہ سارا وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہتی تھی‘ احتشام سے اس کی ملاقات اور بات بہت واجبی سی ہوتی تھی کبھی کبھار حورین کو احتشام کا اجنبی رویہ بہت الجھاتا تھا۔ فارغ وقت میں وہ پہروں احتشام کے انداز واطوار پر غور کرتی رہ جاتی تھی ایک دوبار جب بھی پارس اس سے ملنے آئی حورین نے احتشام کی بابت اس سے گفتگو ضرور کی جبکہ پارس کچھ کہتے کہتے فوراً اپنی زبان کو دانتوں تلے دبالیتی‘ وہ یہ سفاک حقیقت اپنی عزیز از جان دوست کو بتانا چاہتی تھی کہ جس کو اس کی پیاری سہیلی گھنٹوں سوچتی ہے وہ ستم ظریف ایک لمحہ کے لیے بھی اس کے متعلق نہیں سوچتا حورین کی اہمیت اس کی نظر میں کچھ بھی نہیں ہے وہ تو منگنی کا بندھن بھی کب کا توڑ چکا ہے‘ جس کے وجہ سے اس کے باپ کو بے پناہ صدمہ پہنچا تھا اور وہ قبر میں جا سویا تھا۔ پارس نے جب یہ حقیقت روتے ہوئے اپنی اماں کو بتائی تو انہوں نے سختی سے پارس کو اپنی زبان بند رکھنے کی ہدایت کی جس پر پارس کو بے تحاشا حیرت بھی ہوئی تھی۔

”مگر اماں تم جانتی ہونا کہ میں حورین سے کوئی بات نہیں چھپاتی اور پھر ایک نہ ایک دن تو اسے بتانا ہی ہوگا کہ اب وہ احتشام بھائی کی منگیتر نہیں رہی۔“ پارس نے انتہائی اچھنبے سے اماں کو دیکھ کر بے پناہ الجھ کر کہا تھا۔

”جب حورین کی سگی خالہ خالو نے اس سے یہ بات چھپائی ہوئی ہے تو تمہیں بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی یہ ان کے گھر کا ذاتی معاملہ ہے ہوسکتا ہے کہ تمہارے بتانے سے حورین پر مزید مصیبت ومشکلات آن پڑیں۔ بیٹا ہر بات بتانے والی نہیں ہوتی اور پھر آج کل وہ بے چاری اپنے باپ کے غم میں نڈھال ہے‘ یہ حقیقت اسے مزید تکلیف ودکھ دے گی اور جب اسے یہ تمام سچائی پتہ چل جائے گی تو وہ کبریٰ خالہ کا گھر بھی چھوڑ دے گی پھر کہاں ماری ماری پھرے گی وہ جوان بچی؟“ اماں نے اسے اونچ نیچ سمجھائی تو وہ مجبوراً چپ ہوگئی اور چاہتے ہوئے بھی حورین سے کچھ کہہ نہیں سکی‘ البتہ اپنی سہیلی کی حالت زار دیکھ کر اس کا دل بے تحاشا دکھتا۔ وہ چاہ کر بھی اس کے لیے کچھ نہیں کرپارہی تھی۔

❁......♥......❁
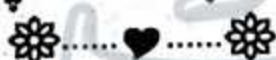
حاکم دین جیسے ہی دکان سے گھر آئے حورین نے فوراً چولہے پر توا رکھا اور آٹے کے پیڑھے بنانے لگی وہ حورین کے ہاتھ کی گرما گرم روٹی بہت پسند کرتے تھے اور اسے خوب دعائیں دیتے تھے‘ حورین نے رات کے کھانے کا دسترخوان لگایا تو آج خلاف معمول احتشام بھی اس وقت گھر آگیا حورین کو اندر ہی اندر خوش گوار حیرت ہوئی‘ خالہ خالو نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔

”احتشام بیٹا چلو اچھا ہوا آج تم کھانے کے وقت آگئے‘ اتنے عرصے سے تم نے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھایا آجاؤ جلدی سے ہاتھ منہ دھو کر حورین نے آج بھنڈی گوشت اور بگھارے بینگن پکائے ہیں۔“ اماں خوشی سے بولیں تو احتشام اثبات میں سر ہلاتا کپڑے بدلنے کی غرض سے کمرے میں جانے کی خاطر سیڑھیاں چڑھ گیا پھر چاروں نے مل کر ایک ساتھ کھانا کھایا کھانے کے بعد حاکم دین کو چائے پینے کی عادت تھی جب کہ احتشام نے بھی حورین سے چائے کی فرمائش کردی تھی‘ حورین چائے بنانے کی غرض سے کچن میں چلی آئی تو احتشام نے اپنے ماں باپ کو ایک نگاہ دیکھتے ہوئے کچھ سوچا۔

”مجھے آپ دونوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔“ اس نے انتہائی سنجیدگی سے کہا تو دونوں جو آج احتشام کے

رنگ ڈھنگ میں کچھ نیا پن محسوس کررہے تھے اپنی اپنی جگہ چونک سے گئے اور اندر ہی اندر خاصے خائف بھی ہوئے۔
"کہو کیا بات کرنی ہے تمہیں۔" حاکم دین احتشام کو پرسوچ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ایک ہنکارا بھر کر گویا ہوئے' ابھی احتشام کچھ بولتا کہ آسمانی رنگ کے عام سے شلوار قمیص کے سوٹ میں ملبوس دوپٹہ سر پر جمائے حورین چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئی۔
"حورین بچے اب تم کمرے میں جاکر آرام کرلو سارا دن کاموں میں مصروف رہتی ہو۔" کبریٰ بیگم کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں احتشام کوئی الٹی سیدھی بات حورین کے سامنے نہ کردے۔ لہٰذا جلدی سے کہہ گئیں حورین سعادت مندی سے 'جی اچھا' کہہ کر وہاں سے چلی گئی تو دونوں میاں بیوی نے اطمینان کا سانس لیا وہ حورین کو آج کل یہ بات بتانے والے تھے کہ احتشام نے اس کے ساتھ رشتہ ختم کردیا ہے ایک نہ ایک دن تو انہیں حورین کو سچائی سے آگاہ کرنا ہی تھا مگر وہ یہ بات اپنے طریقے سے بتانا چاہتے تھے احتشام اگر اپنی زبان سے کچھ الٹا سیدھا بول دیتا تو یقیناً حورین کی دل آزاری ہوتی اور یہ وہ دونوں میاں بیوی بالکل نہیں چاہتے تھے۔
"آپ لوگ میری شادی حورین سے کرنا چاہتے تھے ناں تو......" احتشام کی بات پر دونوں میاں بیوی نے اسے بغور دیکھا جو اپنی بات ادھوری چھوڑ کر قصداً ٹھہرا۔
"تو...... آگے بھی تو بول کیوں ہمیں ہولا رہا ہے۔" کبریٰ بیگم پہلو بدل کر اسے سرزنش کرتے ہوئے بولیں تو احتشام بالکل ڈرامائی انداز میں گویا ہوا۔
"تو میں حورین سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔"
"کیا......؟" دونوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ احتشام پٹاخہ چھوڑ کر اب مزے سے چائے پی رہا تھا حاکم دین اور کبریٰ بیگم چند ثانیے تو سن سے اپنی جگہ پر بیٹھے رہے پھر انتہائی پریشان ہوکر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔
"احتشام یہ کیا مذاق لگا رکھا ہے تو نے پہلے تو بالکل صاف چٹ انکار کیا...... صرف تیری وجہ سے حورین کے باپ کو انتہا گہرا صدمہ پہنچا' ہمارے سمجھانے کے باوجود تیری ناں ہاں میں نہیں بدلی اور اب...... اب کس وجہ سے تو راضی ہوگیا۔" حاکم دین کو احتشام کی بات سخت طیش دلا گئی۔ "جب ہاں کرنی ہی تھی تو انکار کرکے اتنے لوگوں کو اذیتیں کیوں دی تھیں؟"
"آپ بھی کمال کرتے ہیں' پہلے تو میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہے کہ حورین سے شادی کرلو اور اب جب میں شادی کرنے کے لیے تیار ہوگیا ہوں تو تب بھی آپ خوش نہیں ہیں۔" احتشام برامان کر بولا۔
"واہ بیٹا واہ! پہلے تو ہمیں حورین کے باپ کے سامنے رسوا کردیا اور اب تو اسی سے شادی کے لیے راضی بھی ہوگیا۔ شاباش بچے تیرا بھی جواب نہیں۔" کبریٰ بیگم کا لہجہ بھی طنزیہ ہوگیا وہ اسے فہمائشی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوئیں تو احتشام نے انتہائی جز بز ہوکر اپنی جگہ سے پہلو بدلا۔
"آپ نے ایک جوان جہان لڑکی کو گھر میں رکھا ہوا ہے آس پڑوس کے لوگ یقیناً باتیں بنائیں گے کہ گھر میں نوجوان لڑکے کے ہوتے ہوئے یوں لڑکی کو رکھا ہے۔"
"اچھا تجھے کب سے لوگوں کی باتوں کی پروا ہونے لگی۔" ابا نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تو وہ انتہائی جھنجلا کر بولا۔
"آپ دونوں کو جو سوچنا ہے جو سمجھنا ہے وہ سوچ سمجھ لیں مگر میں اگلے ماہ ہی حورین سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"
"اگلے ماہ۔" کبریٰ بیگم کو شدید حیرت کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی خوشی بھی ہوئی پھر انتہائی بے یقین نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

''احتشام تو سچ کہہ رہا ہے نا کیا واقعی تو حورین سے شادی کرنا چاہتا ہے' اپنے دل سے راضی خوشی ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے نا۔''

''افوہ اب میں کس طرح یقین دلاؤں' حد ہوگئی' پہلے تو زبردستی مجھ سے حورین کو نتھی کررہے تھے اب خود بول رہا ہوں تو آپ نخرے کررہے ہو۔'' وہ ہنوز انداز میں بولا تو دونوں اپنی اپنی سوچوں میں غلطاں ہوگئے۔ احتشام نے چند ثانیے انہیں دیکھا پھر وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا' کافی دیر خاموشی چھائی رہی پھر حاکم دین کی سوچ میں ڈوبی آواز ابھری۔

''اس لڑکے کی تو میری سمجھ میں نہیں آرہی کہاں تو حورین سے شادی کے لیے وہ قطعاً راضی نہیں تھا اور اب خود منہ سے اس سے شادی کرنے کا اصرار کررہا ہے۔'' کبریٰ بیگم سوچتے سوچتے یک دم جیسے خوش سی ہوگئیں۔

''ہوسکتا ہے کہ حورین کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھ کر اسے حورین کے اندر کی خوبیوں اور صلاحیتوں کا اندازہ ہوگیا ہو اور وہ اس کی نگاہوں کو بھاگئی ہو۔''

''ہوں کاش یہ لڑکا پہلے ہی اس شادی کے لیے راضی ہوجاتا تو......'' حاکم دین ایک ہنکارا بھر کر خود ہی جملہ ادھورا چھوڑ گئے جبکہ کبریٰ بیگم کی آنکھیں نمکین پانی سے جھلملا سی گئیں۔

❁......♥......❁
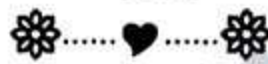
سمیر جب ہنی مون سے واپس لوٹا تو یہ خبر سن کر اسے بھی حیرت کے ساتھ ساتھ کچھ پریشانی بھی ہوئی پھر سر جھٹک کر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بروقت احتشام کو عقل آگئی' احتشام بہت مگن ہوکر شادی کی تیاریاں کررہا تھا۔ حاکم دین اور کبریٰ بیگم کے ساتھ ساتھ احتشام کا بھی یہی فیصلہ تھا کہ شادی انتہائی سادگی سے کی جائے تاکہ فضول کی چیزوں میں رقم برباد نہیں ہو۔ حورین بھی ان دنوں بے پناہ خوش تھی مگر ہر لڑکی کی طرح اسے خوشی کے ساتھ ساتھ کچھ خدشات اور واہمے بھی پریشان کررہے تھے۔ پارس بھی سب کی طرح پہلے حیران و پریشان ہوئی تھی مگر پھر حورین کی خوشی دیکھ کر وہ بھی خوش ہوگئی تھی اور اپنی سہیلی کی خوشیوں کی دائمی ہونے کی بے حساب دعائیں دے ڈالیں۔ دن جیسے پر لگا کر گزر رہے تھے اور پھر بالآخر حورین اور احتشام کی شادی کا دن بھی آن پہنچا تھا۔ سمیر اپنے دوست کی شادی میں بہت ایکسائیٹڈ تھا اس نے احتشام کو بڑی محبت سے دلہا بنایا جبکہ لال اور دھانی رنگ کے امتزاج کے شرارے میں دلہن بنی حورین چودھویں کے چاند کو شرمائے دے رہی تھی۔ نکاح کے وقت حورین کو اپنے اماں ابا بے تحاشا یاد آئے' وہ بلک بلک کر رو دی۔ کبریٰ بیگم اور پارس نے انتہائی مشکلوں سے اس کو سنبھالا اور پھر وہ حورین ہاشم سے حورین احتشام بنادی گئی۔ اس کا مستقبل اب احتشام کے ہاتھوں میں تھا جو اس کا مجازی خدا اس کا والی و وارث تھا حورین کو احتشام کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ شب زفاف کی اہمیت وہ اچھی طرح جانتی تھی' اسی رات کے حوالے سے اس کی آنکھوں میں بھی ڈھیر سارے روپہلے سنہری سپنے بسے ہوئے تھے' احتشام اس کا منگیتر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی محبت تھا۔ پہلی چاہت تھا' اس کے دل میں صرف اور صرف احتشام کی شبیہ تھی اور آج کی رات ملن کی رات تھی جذبوں اور احساسات کے اظہار کی رات تھی' ایک دوجے کو محبت و چاہت سے مکمل کرنے کی رات تھی' حورین سہمے دل اور کپکپاتے وجود سمیت احتشام کی منتظر تھی' جب گھڑی نے بارہ کا ہندسہ عبور کیا تو احتشام نے کمرے میں قدم رکھا۔ حورین نے گھونگھٹ میں چھپائے چہرے کو بالکل ہی نیچے گرالیا' احتشام قریب آیا اور حورین کے مقابل بیٹھ کر جو نہی حورین کا گھونگھٹ اٹھایا تو کھڑکی سے جھانکتے چاند نے بھی شرما کر خود کو بادلوں کی اوٹ میں چھپالیا۔

❁......♥......❁

”نیک بخت اب باقی نوافل کل پڑھ لینا‘ تم ویسے بھی بہت تھک گئی ہو ابھی آرام کرلو۔“ کبریٰ بیگم کو ایک بار پھر نیت باندھنے کا ارادہ کرتے دیکھ کر حاکم دین مسکرا کر گویا ہوئے۔ کبریٰ بیگم نے انتہائی مسرت سے اپنے شوہر نامدار کو دیکھا پھر مسکرا کر بولیں۔

”نہیں احتشام کے ابا میں نے اپنے رب سے یہ نیت کی تھی کہ جس دن حورین میرے بیٹے کی دلہن بن کر میرے گھر آئے گی‘ میں رب کریم کے حضور سو رکعت شکرانے کے نفل ادا کروں گی آپ سو جائیں میں تو سو رکعت پڑھ کر ہی لیٹوں گی شکر ہے میرے اللہ کا آج صغریٰ اور بھائی صاحب کی روح بھی بہت خوش ہوگی۔“

”ہاں یہ تو ہے۔ اچھا بھئی تم نماز سے فارغ ہو کر لیٹ جانا کسی کام میں مت الجھ جانا۔“ حاکم دین کروٹ بدلتے ہوئے نیند سے بھری آواز میں بولے تو کبریٰ بیگم نیت باندھ کر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے لگیں۔

❀......♥......❀

سنہری صبح کی اجلی کرنوں نے حورین کی کھڑکی پر دستک دی تو اس کی آنکھ فوراً کھل گئی۔ اس نے بے ساختہ اپنے پہلو میں سوئے احتشام کو دیکھا جو اس وقت بے خبر سو رہا تھا‘ وہ چند ثانیے اسے دیکھتی رہی پھر گزشتہ شب کی باتیں یاد آنے لگیں وہ تو سمجھی تھی کہ احتشام اس کی تعریف کرے گا‘ اس سے رومان پرور باتیں کرے گا‘ اپنی بے قراریوں کا اقرار کرے گا اس کے حسن کو خراج پیش کرے گا‘ مگر......! حورین ایک تھکی سی سانس بھر کر رہ گئی سب نے اس کی بے حد تعریف کی تھی ان دونوں کی جوڑی کو چاند سورج سے تشبیہ دی تھی مگر احتشام نے اس کی تیاری اس کے ہار سنگھار کو در خود اعتناء نہ سمجھا تھا اپنی غربت بھری زندگی کو کوس رہا تھا‘ اسے مڈل لوئر کلاس سے بے تحاشا نفرت تھی جس کلاس سے وہ خود تعلق رکھتا تھا اسے اپنے غریب مفلس والدین سے بے پناہ شکوے شکایتیں تھیں جنہوں نے اسے ایک پرآسائش اور پرتعیش زندگی سے محروم رکھا تھا‘ اسے اپنے گھر اپنے ماحول سے بے زاری تھی جس نے اسے کوئی خوشی‘ کوئی طمانیت نہیں بخشی تھی۔ اسے اپنے ملک سے بھی بدگمانی تھی جس نے اسے بڑا آدمی بننے کا موقع فراہم نہیں کیا تھا۔

”حورین میری زندگی کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہے اس ملک سے باہر جانا اور خوب روپیہ پیسہ کمانا‘ مجھے اپنی زندگی میں سب کچھ چاہیے وہ سب کچھ جو سمیر اور خاور کو میسر ہے اور یہ سب میں حاصل کرکے رہوں گا۔“ آخر میں وہ پرعزم لہجے میں بولا تو حورین محض اسے دیکھتی رہ گئی۔

حورین نے ایک بار پھر سوئے ہوئے احتشام پر نگاہ ڈالی اور دوسرے ہی پل بستر سے اٹھ گئی تیار ہو کر نیچے آئی تو چند ایک رشتے دار لاؤنج میں براجمان تھے‘ حورین نے انہیں سلام کیا اور پھر کبریٰ بیگم کے اصرار پر وہیں بیٹھ گئی۔

”احتشام کو ذرا دیر سے اٹھنے کی عادت ہے‘ تو تم لوگ ناشتہ شروع کرو‘ میں چائے لے کر آتی ہوں۔“ کبریٰ بیگم مہمان نوازی سے بولیں تو حورین اپنی جگہ سے اٹھی۔

”خالہ امی آپ پلیز بیٹھ جائیں میں چائے بناتی ہوں۔“

”ارے دلہن آج کے دن اپنی ساس سے خدمت کروالو پھر پوری زندگی تم ان کی خدمتیں کرلینا۔“ ایک رشتے دار خاتون ہنس کر بولیں تو کبریٰ بیگم نے زبردستی حورین کو اپنی جگہ بٹھایا اور چائے لینے کی غرض سے کچن کی جانب چلی گئیں۔ دوسرے دن سادگی سے ولیمہ کی تقریب بھی بخیر وعافیت اختتام پذیر ہوگئی اور زندگی معمول پر آنے لگی۔

❀......♥......❀

شادی کے بعد بھی احتشام کے وہی شب و روز تھے‘ دن چڑھے سو کر اٹھتا اور پھر تیار ہو کر گھر سے نکل جاتا پھر رات گئے ہی اس کی واپسی ہوتی۔ حورین دن بھر گھر کے کاموں میں مصروف رہتی کہیں فارغ وقت ملتا تو کڑھائی لے کر بیٹھ

جاتی‘ کبریٰ بیگم اور حاکم دین کی دل وجان سے خدمت کرتی وہ دونوں اسے دعائیں دیتے نہیں تھکتے تھے۔ سارا سارا دن کاموں میں مصروف رہنے کے بعد جب رات کو وہ اپنے کمرے میں آ کر لیٹتی تو بے اختیار دماغ میں احتشام کا خیال در آتا وہ ابھی تک اسے سمجھ نہیں پائی تھی‘ اپنی ہی ذات میں گم اور مست رہنے والا احتشام حورین سے کسی بھی قسم کے لگاؤ اور اپنائیت کا اظہار نہیں کرتا تھا‘ وہ جو اپنے شریک سفر کی بابت انتہائی روپہلے سہانے ارمان دل میں بسائے ہوئے تھی وہ سب ایک ایک کر کے اب راکھ کا ڈھیر بن رہے تھے۔ احتشام کی بے اعتنائی و بے رخی نے گویا انہیں فنا کردیا تھا۔ کبریٰ بیگم اور حاکم دین بھی احتشام کی بے پرواہیاں اور حورین کے ساتھ سرد رویوں کو دیکھ رہے تھے مگر چاہ کر بھی کچھ کر نہیں پا رہے تھے‘ بس اندر ہی اندر کڑھ کر رہ جاتے تھے۔ آج دوپہر میں پارس اس سے ملنے آئی تو اسے یوں دیکھ کر پریشان ہوگئی۔

’’حورین ابھی تمہاری شادی کو کتنے دن ہوئے ہیں جو تم یوں سر جھاڑ اور منہ پہاڑ جیسے حلیے میں گھوم رہی ہو۔‘‘ پارس اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بولی تو حورین نے پھیکی سی مسکراہٹ سمیت اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’بس میرا دل ہی نہیں چاہتا خود کو سجانے سنوارنے کا۔‘‘

’’لو بھلا یہ کیا بات ہوئی بیویوں کو اپنے شوہروں کے سامنے ہمیشہ نک سک سے تیار رہنا چاہیے تاکہ وہ کہیں اور تانک جھانک نہ کرسکیں سمجھیں۔‘‘ پھر قدرے توقف کے بعد اس نے متفکرانہ انداز میں استفسار کیا کسی خدشے نے پارس کے دل میں یک دم سر ابھارا تھا۔

’’حورین تم خوش تو ہونا‘ احتشام بھائی تم سے پیار تو کرتے ہیں نا تمہارا خیال تو رکھتے ہیں نا۔‘‘ ایک پل کے لیے حورین کے دل میں آیا کہ وہ احتشام کے بارے میں سب کچھ پارس کو بتادے مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو ایسا کرنے سے باز رکھا آج پہلی بار اس نے اپنی بچپن کی سکھی سے جھوٹ بولا۔

’’ہاں بھئی بھلا مجھ میں ایسی کون سی کمی ہے جو میرا مجازی خدا مجھ سے پیار نہیں کرے گا‘ تم بالکل پریشان مت ہو‘ احتشام میرا بہت خیال رکھتے ہیں اور میں خوش بھی ہوں۔ تم بیٹھو میں تمہارے لیے فٹافٹ چائے بنا کر لاتی ہوں۔‘‘ حورین جلدی جلدی بول کر وہاں سے اٹھی تو پارس محض اسے جاتا ہوا دیکھتی رہ گئی۔

❀……♥……❀

سمیر شاہ آج کل اپنے والد کے ہمراہ بزنس کو مزید وسیع کرنے میں بے پناہ مصروف تھا جبکہ اس کی بیوی ساحرہ ان دنوں تخلیق کے مراحل سے گزر رہی تھی۔ وہ آفس سے جیسے ہی فارغ ہوتا اس کا رخ گھر کی جانب ہوتا‘ ایسے وقت میں وہ ساحرہ کے ہمراہ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتا تھا۔ وہ آفس میں کچھ ضروری کام نمٹا کر اٹھنے ہی والا تھا کہ اسی دم فون کی گھنٹی بجی تو سمیر نے مصروف انداز میں فون ریسیو کیا‘ دوسری جانب خاور کا ملازم تھا جو اچھا خاصا گھبرایا ہوا تھا۔

’’سمیر صاحب میں نے آپ کے گھر فون کیا تھا تو آپ کے ملازم نے بتایا کہ آپ آفس میں ہیں‘ اس نے مجھے بڑی مشکلوں سے آپ کے آفس کا نمبر دیا۔‘‘ ملازم پریشان کن اور گھبرائے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے بولا تو سمیر کچھ الجھ کر گویا ہوا۔

’’سب خیریت تو ہے نا‘ تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟‘‘

’’سمیر صاحب خیریت ہی تو نہیں ہے دراصل چھوٹے صاحب آج صبح ہی گھر آئے تھے‘ اس وقت تو وہ مجھے بالکل ٹھیک ٹھاک لگ رہے تھے‘ مگر ابھی دو گھنٹہ پہلے ان کے کمرے سے بہت عجیب و غریب آوازیں آنے لگیں تو میں گھبرا کر وہاں پہنچا مگر دروازہ اندر سے بند تھا‘ شاید وہ اپنے کمرے کی چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینک رہے تھے۔ مجھے ڈر

لگ رہا ہے کہ کہیں چھوٹے صاحب خود کو کوئی نقصان نہ پہنچادیں۔'' خاور کا ملازم اپنے مالک کے لیے متفکر اور خوف کے ملے جلے تاثرات میں گھر کر جلدی جلدی بولا تو سمیر بھی پریشان ہوگیا۔ وہ خاور حیات کی عادت وفطرت سے بخوبی آگاہ تھا اور اس طرح جذباتی ہوکر یوں توڑ پھوڑ کر کے شور شرابا کرنا اس کی نیچر میں نہیں تھا اس کا مطلب تھا کہ بات واقعی سنگین ہے اس نے بے ساختہ گھڑی کی جانب دیکھا جو دن کے دو بجے کا اعلان کررہی تھی' اس وقت ساحرہ لنچ پر اس کا انتظار کررہی ہوگی۔

''ٹھیک ہے افضل میں وہاں جلد سے جلد پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں' تم حیات انکل کو بھی فون کردو۔''

''صاحب تو دو گھنٹے پہلے ہی اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے ہیں۔ کسی میٹنگ کے سلسلے میں' چھوٹے صاحب سے مل کر بھی گئے ہیں۔'' افضل ہنوز اسی لہجے میں بولا تو سمیر نے مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا' سوعجلت میں بولا۔

''ٹھیک ہے تم فون رکھو میں بس ابھی آفس سے نکلتا ہوں۔'' پھر سمیر نے سرعت سے اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی اور تیزی سے آفس سے نکلا' جب کہ اگلے ہی پل ساحرہ نے سمیر کے آفس میں فون ملایا مگر صرف بیل جاتی رہی' سمیر نے فون پک نہیں کیا۔

❁......♥......❁

حورین باتھ روم سے نہا کر نکلی تو بستر پر احتشام کو نیم دراز پایا۔ ''یہ احتشام گھر کب آئے؟'' وہ تھوڑی متعجب ہوکر خود سے بولی' اس وقت سہ پہر کے تین بج رہے تھے' دو گھنٹے پہلے ہی احتشام گھر سے نکلا تھا ہمیشہ اس کی واپسی رات گئے تک ہوتی تھی' آج یوں احتشام کو گھر میں پاکر وہ کچھ پریشان سی ہوگئی جس کا وہ بے ساختہ اظہار بھی کرگئی۔

''آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ اس طرح اچانک گھر آگئے؟''

''کیوں کیا میں گھر نہیں آسکتا اور ویسے بھی یہ میرا گھر ہے' میں جب چاہوں جس وقت چاہوں اپنے گھر آسکتا ہوں' تم کون ہوتی ہو مجھ سے اس طرح کے سوال جواب کرنے والی۔'' احتشام نے انتہائی بگڑ کر حورین کو جواب دیا جبکہ حورین متحیر سی منہ کھولے احتشام کو دیکھتی رہ گئی۔ احتشام کا رویہ اس کے ساتھ روکھا پھیکا سہی مگر اس طرح بدتمیزی سے اس نے آج پہلی بار حورین سے بات کی تھی' پہلے تو حورین اچنبھے سے اسے دیکھتی رہ گئی پھر یک دم چھن سے اس کے اندر کچھ ٹوٹا تھا مگر اپنے اندر کی آواز کو اس نے نظر انداز کر کے احتشام کی جانب دیکھ کر جلدی سے نرم خو لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری اگر آپ کو برا لگا میرا یہ مطلب نہیں تھا۔'' حورین کی وضاحت پر احتشام ماتھے پر ناگواری کے بل ڈالے یونہی بستر پر دراز ہوئے اپنے سگریٹ کے پیکٹ سے ایک نکال کر سلگانے لگا' حورین نے ایک نگاہ اسے دیکھا پھر آئینے کے سامنے آکر وہ اپنے گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کرنے لگی۔ گہرے جامنی رنگ کے لان کے سوٹ میں دوپٹہ گلے میں ڈالے اپنے کام میں مصروف سی حورین کے عکس کو آئینے میں دیکھ کر احتشام نے اس سے استفسار کیا تھا۔

''تمہارے ابا نے اپنا دواخانہ اور مکان تمہارے نام منتقل کیا ہے نا۔'' احتشام کے اتنے غیر متوقع سوال پر حورین کے ہاتھ اچانک ساکت ہوئے تھے' اس نے بے اختیار آئینے کے عقب میں جھلکتے احتشام کے عکس کو دیکھا جو اس وقت سگریٹ نوشی میں مصروف تھا۔ بلیک جینز پر بلیک ہی شرٹ پہنے اپنی گندمی رنگت اور خوب صورت ناک ونقشے سمیت وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا مگر اس کی زبان سے نکلے لفظوں اور انداز نے اس کی وجاہت ودلکشی کو کافی ماند سا کردیا تھا۔

''کوئی الجبرا یا جیومٹری کا سوال تو نہیں پوچھ لیا تم سے جو مجھے یوں ہونقوں کی طرح دیکھے جارہی ہو۔'' احتشام ایک بار پھر بدتمیزی وناگواری سے بولا تو حورین نے سہم کر بے ساختہ سر اثبات میں ہلایا احتشام نے اسے چند ثانیے دیکھا پھر انتہائی سپاٹ انداز میں بولا۔ ''مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے اب چونکہ تم میری بیوی ہو تو تمہاری چیزوں پر میرا بھی حق

ہے اور ویسے بھی جہیز کے نام پر تم ایک سوئی بھی نہیں لے کر آئیں۔“
کیا یہ احتشام ہے؟ کیا یہ وہی احتشام ہے جس کے نام کی انگوٹھی پہن کر وہ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کررہی تھی، اپنے آپ کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی تصور کررہی تھی، کیا یہ وہی احتشام ہے جس کی مورت بنا کر اس نے اپنے دل کے مندر میں اسے سب سے اونچی مسند پر سجایا تھا، جس کی محبت وچاہت نہ صرف اس کے دل بلکہ روح کے خانوں میں جا بسی تھی جو اس کی پہلی طلب اس کے کنوارے سپنوں کا مانک تھا، اس کے ان چھوئے ارمانوں کا رکھوالا، حورین خالی خالی نگاہوں سے بس اسے دیکھے گئی جو مزید گوہر فشانی کررہا تھا۔
”مجھے رقم کی سخت ضرورت ہے میں تمہارے مکان اور ابا کی دکان کا سودا کررہا ہوں۔ مجھے یہ چیزیں اپنے نام کروانے کی ضرورت نہیں ہے اب اتنے لمبے چکر میں کون پڑے جب گاہک پکا ہوجائے گا تو تم کاغذات پر دستخط کردینا۔“ احتشام تو پورا پروگرام بنائے بیٹھا تھا، حورین محض ٹکر ٹکر اسے دیکھے جارہی تھی۔ وہ کچھ بھی بولنے کے قابل ہی کہاں رہی تھی۔ احتشام اپنی بات پوری کر کے بستر سے اٹھا، کچھ خیال آیا تو بت بنی حورین کی طرف گھوم کر آیا۔
”اور ہاں اس بات کی خبر اماں ابا کو ہرگز نہیں ہونی چاہیے اگر ایسا ہوا تو تمہارا بہت برا حشر کروں گا میں۔“ یہ کہہ کر احتشام تیزی سے باہر نکل گیا جبکہ حورین ایک بے جان پتلے کی مانند بے حس وحرکت نجانے کتنے پل یونہی کھڑی رہی۔

❁……♥……❁

سمیر انتہائی ریش ڈرائیونگ کر کے خاور ولا پہنچا تھا وہ افضل کے ہمراہ تیزی سے خاور کے کمرے کی جانب آیا اس پل کمرے میں گہری خاموشی تھی، سمیر نے جلدی سے دروازہ زور سے بجایا۔
”خاور…… خاور دروازہ کھولو میں ہوں سمیر! پلیز دروازہ کھولو۔“ سمیر اونچی آواز میں بولا مگر دوسری جانب ہنوز خاموشی رہی سمیر نے انتہائی متفکر ہو کر افضل کو دیکھا وہ بھی اپنے مالک کے لیے کافی پریشان دکھائی دیا۔
”فار گاڈ سیک خاور دروازہ کھولو! ہم تمہارے لیے پریشان ہورہے ہیں تم ٹھیک تو ہونا…… خاور…… خاور فوراً دروازہ کھولو ورنہ میں دروازہ ابھی اسی وقت توڑ رہا ہوں۔“ سمیر اب اچھا خاصا حواس باختہ ہورہا تھا اس نے بری طرح دروازے کو پیٹ ڈالا مگر کوئی جواب نہیں آیا۔
”میرے خیال میں افضل ہمیں دروازہ توڑنا ہی پڑے گا تم ذرا پیچھے ہٹو۔“ سمیر جلدی سے بولا تو ملازم ایک جانب کھڑا ہوگیا سمیر نے دو تین جاندار کک ماری بالآخر دروازے کا لاک ٹوٹ گیا اور وہ کھل گیا، سمیر بے صبری سے اندر داخل ہوا پیچھے پیچھے افضل موجود تھا اندر کا حال دیکھ کر سمیر حیرت زدہ رہ گیا۔

❁……♥……❁

انتہائی طیش کے عالم میں اس نے گھڑی کی جانب دیکھا جو چار بجے کا عندیہ دے رہی تھی۔ اسے اس پل سمیر پر بے تحاشا غصہ آرہا تھا وہ لنچ اس کے ساتھ ہی کرتا تھا۔ دوپہر بارہ بجے ہی اس نے ساحرہ کو فون کر کے بتایا تھا مگر اب تک سمیر کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا ساحرہ کا اس سے رابطہ ہی نہیں ہورہا تھا، وہ یونہی بھوکی بیٹھی پیچ وتاب کھارہی تھی حالانکہ ساس نے کئی بار کہا کہ کچھ کھالے مگر وہ بھی ضد کی بے حد پکی تھی۔

❁……♥……❁

”مجھے رقم کی ضرورت ہے۔ اور ویسے بھی جہیز کے نام پر تم ایک سوئی بھی نہیں لے کر آئیں۔ میں تمہارے مکان اور ابا کی دکان کا سودا کررہا ہوں۔“ احتشام کے جملوں کی بازگشت اسے کبھی بہت دور سے اور کبھی بے حد قریب سے سنائی دی وہ نجانے کتنے لمحوں سے یونہی کھڑی رہی پھر انتہائی اذیت ناک درد محسوس کر کے وہ بے اختیار گھٹنوں کے بل

زمین پر بیٹھتی چلی گئی اس کے دل مندر کا بت بہت بری طرح ٹوٹا تھا جس کی کرچیاں اس کے وجود میں بکھرنے کے ساتھ ساتھ اس کی روح میں بھی اتر گئی تھیں‘ احتشام حاکم وہ تو کہیں نہیں تھا‘ اس کا تو اس حقیقت کی دنیا میں سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تھا وہ تو صرف ایک الوژن تھا ایک ایسا خواب ایسا خیال جسے حورین نے تخلیق کیا تھا‘ وہ احتشام جو اس کی رگ و پے میں موجود تھا‘ وہ مجسم نہیں تھا وہ سچائی نہیں تھا صرف اور صرف ایک احساس ایک تصور تھا جس کا حقیقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا حورین ایک شاکڈ کی کیفیت میں بیٹھی اپنے خوابوں کے ٹوٹ جانے پر نوحہ کناں تھی‘ یہ حقیقت تھی کہ احتشام نے اس سے کبھی کوئی عہد و پیماں نہیں کیے تھے کبھی اظہار لگاوٹ یا خاص جذبوں کا اسے احساس نہیں بخشا تھا مگر احتشام کی شخصیت کا یہ روپ بھی اس کے لیے ناقابل یقین تھا وہ تو سمجھتی تھی کہ احتشام کی طبیعت میں تھوڑی بے پروائی و غیر ذمہ داری ہے مگر اسے یہ ہرگز نہیں معلوم تھا کہ وہ جذبات و احساسات سے عاری انسان ہے‘ وہ بے اختیار بے آواز روتی چلی گئی پھر خود سے گویا ہوئی۔

”احتشام آپ مجھے اپنی محبت کا احساس دلا دیتے میرے اندر اپنائیت و خلوص کی روشنی جلاتے تو میں کوئی لمحہ سوچے بنا ہنسی خوشی وہ مکان اور دکان آپ کے قدموں میں ڈال دیتی مگر......! آپ کی نگاہ میں میرے وجود میری ذات‘ میری ہستی کی کوئی اہمیت کوئی وقعت نہیں‘ آپ کو چاہت ہے تو صرف میرے مکان اور دکان کی‘ آپ ایسے کیوں ہیں احتشام کیوں ہیں؟“ حورین بلک بلک کر رو دی۔

❀......❤......❀

کمرے کی کوئی بھی چیز سلامت نہیں تھی۔ ساری چیزیں ٹوٹی ہوئی چہار سو بکھری ہوئی تھیں‘ اس پل کمرا کسی کباڑ خانے کا نمونہ پیش کر رہا تھا‘ سمیر نے تیزی سے نگاہیں ادھر ادھر دوڑائیں تو بستر کے دوسری جانب خاور آڑھا ترچھا اوندھے منہ پڑا نظر آیا‘ سمیر بکھرے ہوئے سامان سے بچتا بچاتا اس کی طرف آیا اور تیزی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے وجود کو اپنی جانب موڑا خاور اس وقت ہوش و خرد سے بیگانہ تھا‘ سمیر نے جلدی سے افضل کی مدد سے اسے بستر پر لیٹایا‘ افضل نے بستر پر موجود چیزوں کو تیزی سے ایک طرف کیا تھا۔

”خاور...... خاور تم ٹھیک تو ہو نا خاور پلیز آنکھیں کھولو۔“ سمیر اس پر جھکا اس کے گال کو تھپک رہا تھا‘ جب ہی افضل نے سمیر کو پانی کا گلاس تھمایا سمیر نے پانی کے چھینٹے خاور کے منہ پہ مارے تو وہ ذرا کسمسایا۔

”خاور میں ہوں سمیر پلیز آنکھیں کھولو۔“ سمیر اس کو ہوش میں لانے کے جتن کر رہا تھا جب ہی خاور نے ہوں ہاں کرتے ہوئے آنکھیں کھولی تھیں۔

”اوہ تھینک گاڈ تم نے آنکھیں تو کھولیں۔“ سمیر بولا تو خاور اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔

”اب کیسا فیل کر رہے ہو میں ڈاکٹر کو بلاؤں؟“ سمیر کے استفسار پر خاور نے نفی میں سر ہلایا۔

”نہیں ڈاکٹر کو بلانے کی ضرورت نہیں۔“ خاور کو پوری طرح ہوش میں آتا دیکھ کر سمیر نے افضل کو باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے باہر چلا گیا۔

”ہوں اب بتاؤ کیا ہوا تھا تم نے خود کی اور کمرے کی حالت کیوں بگاڑی۔“ سمیر اسے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا تو بے ساختہ خاور کی آنکھیں نم ہو گئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بچوں کی طرح زار و قطار رونے لگا۔

”خاور آر یو او کے......! پلیز ٹیل می کیا ہوا ہے تم کیوں اس طرح رو رہے ہو؟“ سمیر خاور کو یوں روتے دیکھ کر متحیر ہوا وہ جانتا تھا کہ خاور کوئی کمزور دل کا مالک نہیں ہے وہ کافی مضبوط اعصاب رکھتا تھا۔ سمیر نے ہمیشہ یہی دیکھا تھا کہ جب بھی خاور کی راہ میں کوئی سخت مہم در آئی اس نے انتہائی مضبوطی سے اس کا مقابلہ کیا اور اس پر قابو پایا انتہائی نامساعد

حالات کو اپنے فیور میں کرلینا صرف خاور سے کوئی سیکھ سکتا تھا۔ بڑی سے بڑی مصیبت پریشانی سے وہ کبھی نہیں گھبرایا تھا‘ مگر نجانے آج اس کے ساتھ ایسا کیا ہوا تھا کہ آہنی اعصاب رکھنے والا شخص یوں دل چھوڑ کر بیٹھ گیا تھا۔
”خاور میرے دوست پلیز مجھے بتاؤ کہ آخر ایسی کیا بات ہوگئی جس نے تم جیسے مضبوط انسان کے یوں ہوش وحواس چھین لیے۔“ سمیر پریشانی وحیرت کے ملے جلے انداز میں بولا تو خاور نے انتہائی تکلیف دہ تاثرات سے سمیر کو دیکھا اس پل خاور کی آنکھیں سرخ انگاروں کی مانند ہورہی تھیں۔ پھر جو کچھ خاور نے سمیر کو بتایا سمیر کو لگا جیسے اس نے سننے میں کوئی غلطی کی ہو‘ پہلے تو وہ اسے ٹکر ٹکر دیکھتا رہا پھر آہستگی سے گویا ہوا۔
”کیا کیا تم نے......“

❁......♥......❁

شام کو حورین نیچے آئی تو کبریٰ بیگم کو تخت پر براجمان پایا جو اس وقت ساگ کے پتے چن رہی تھیں حورین کو اس پل احتشام کی دھمکی یاد آ گئی کہ اگر اس بات کا ذکر اماں ابا سے کیا تو وہ اس کا حشر خراب کردے گا بے ساختہ حورین کا دل چاہا کہ وہ خالہ امی کی گود میں سر رکھ کر بے تحاشا رو دے اور انہیں سب کچھ سچ سچ بتادے مگر اس نے خود کو ایسا کرنے سے باز رکھا اور ان سے نگاہیں چراتی ہوئی شام کی چائے بنانے کی غرض سے کچن میں آ گئی‘ جب ہی کبریٰ بیگم کی آواز آئی۔
”حورین بیٹا یہ احتشام آج دوپہر میں ہی گھر آ گیا تھا پھر کچھ دیر بعد چلا بھی گیا تم سے کچھ کہہ رہا تھا کیا؟“ حورین کے ہاتھ یک دم بے جان سے ہوگئے جسم میں گویا سنسناہٹ دوڑ گئی اسے ایک بار پھر احتشام کے ادا کیے ہوئے الفاظ یاد آنے لگے‘ اس نے خود کو سنبھالا اور پھر اپنے لہجے کو حتی الامکان نارمل بناتے ہوئے سرسری انداز اپناتے ہوئے بولی۔
”نہیں خالہ امی مجھ سے تو کچھ نہیں کہا انہوں نے بس تھوڑا سا آرام کرکے پھر چلے گئے۔“ اسے کبریٰ بیگم سے جھوٹ بولتے ہوئے بہت دکھ ہورہا تھا ایک وہی تو ہستی تھیں جن کے وجود سے اسے اپنی ماں کی خوش بو آتی تھی جن کی گود کی حدت اسے اپنی ماں کی گرمی سے مشابہہ لگتی تھی۔
”پتہ نہیں کیا گورکھ دھندے ہیں اس احتشام کے صبح وشام جانے کن چکروں میں پڑا رہتا ہے۔“ کبریٰ بیگم کی بڑبڑاہٹ حورین کے کانوں تک پہنچی تو حورین نے بڑی بے دردی سے اپنی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو اپنے پلو سے رگڑا تھا۔

❁......♥......❁

ڈرائیونگ کرتے سمیر کے ہاتھ بار بار اسٹیئرنگ پر بہک جاتے تھے اس کا دماغ جیسے سن سا ہوگیا تھا۔ حیرت انگیز سوچیں متفکرانہ خیالات اس کے دل ودماغ کو آکٹوپس کی طرح جکڑے ہوئے تھے یہ حقیقت تھی کہ خاور نے اسے اس وقت بری طرح متوحش کردیا تھا وہ تھکے ماندہ اعصاب سمیت جب گھر پہنچا تو ساحرہ بم کی مانند اس کے سر پر پھٹنے کو بالکل تیار تھی۔ سمیر نے جب ساحرہ کو خطرناک تیوروں سے گھورتے پایا تو وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔
”ایم سوری ساحرہ دراصل خاور کی اچانک طبیعت......!“ جواباً ساحرہ کے جو منہ میں آیا وہ بولتی چلی گئی اور اس پل سمیر کو یہ شدت سے احساس ہوا کہ ساحرہ جیسی خود پسند وخود غرض اور مغرور عورت سے شادی کرکے اس نے زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرڈالی۔ بولتے بولتے جب ساحرہ کی طبیعت خراب ہونے لگی تو سمیر انتہائی پریشان ہوکر اس کے پاس آیا۔
”ساحرہ پلیز ریلیکس ہوجاؤ اتنا غصہ بچے کی صحت پر برا اثر ڈال سکتا ہے۔“ سمیر کو بچوں سے بے حد پیار تھا وہ اپنے ہونے والے بچے کے معاملے میں بہت حساس تھا۔ سو ساحرہ کا اتنا منفی رویہ بھلا کر اس کی دل جوئی کرنے لگا۔

"اونہہ! یہ بچہ بھی صرف تمہاری ضد اور خواہش کا نتیجہ ہے ورنہ میں اس جھنجٹ میں ہرگز نہیں پڑنا چاہتی تھی۔ مجھے اپنی لائف بھرپور طریقے سے انجوائے کرنی تھی اور تم نے مجھے اس جنجال میں پھنسا دیا۔" وہ نخوت سے زہر اگل رہی تھی اور سمیر شاہ اسے بھونچکا سا دیکھ رہا تھا۔ شادی سے پہلے اسے اس بات کا تو اندازہ تھا کہ ساحرہ کچھ آزاد خیالات کی مالک لڑکی ہے مگر اسے یہ ہرگز معلوم نہیں تھا کہ وہ اس طرح کی سوچیں رکھتی ہے۔

"ساحرہ یہ کیا تم بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو ماں بننا تو ہر عورت کا اولین خواب ہوتا ہے اس کی تکمیل اس کی ذات کے مکمل ہونے کا ذریعہ ہوتا ہے ارے خوش نصیب ہوتی ہیں وہ عورتیں جو ماں جیسے اونچے اور انمول منصب پر فائز ہوتی ہیں اور تم کتنی ناشکری عورت ہو اتنی بڑی نعمت اور اعزاز کو جنجال کہہ رہی ہو۔" سمیر افسوس و تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے بولتا چلا گیا۔

"او جسٹ ربش یہ تم مڈل کلاس مردوں جیسی باتیں مت کرو، ہم پانچ سال کی پلاننگ تو کر سکتے تھے نا۔"

"جب قدرت تمہیں خود اپنا اتنا انمول تحفہ دینا چاہ رہی تھی تو کیا تم اس کو ٹھوکر مار دیتیں؟"

"ہاں میں ایسے ہی کرتی اگر مجھے بروقت معلوم ہو جاتا تو۔" ساحرہ ناک بھوں چڑھا کر بولی تو سمیر سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔ اسے لگا کہ تمام الفاظ بے معنی ہو گئے ہیں وہ مزید اس سے الجھے بغیر خاموشی سے اپنے کمرے سے باہر چلا گیا۔

❁......♥......❁

ریزہ ریزہ ہے میرا عکس تو حیرت یہ ہے محسن
میرا آئینہ سلامت ہے تو پھر ٹوٹا کیا ہے؟

وہ کتنی دیر سے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے بیٹھی خالی خالی نگاہوں سے اپنے عکس کو دیکھے گئی ابھی تھوڑی دیر پہلے احتشام اس سے کاغذات پر دستخط کروا کر گیا تھا اس نے اس کا گھر اور باپ کی دکان جس میں انہوں نے دواخانہ کھول رکھا تھا بیچ ڈالا تھا' حورین نے احتشام سے یہ تک نہیں پوچھا تھا کہ اس نے کن کے ہاتھوں' کتنی مالیت پر اپنے والدین کی جمع پونجی کو بیچا' گھر بکنے سے پہلے وہ ایک بار اپنے بابل کے گھر کو دیکھنا چاہتی تھی' ان در و دیوار کو چھونا چاہتی تھی اس آنگن میں جا کر بیٹھنا چاہتی تھی جہاں اس کی بچپن کی ہنسی کلکاریاں بسی ہوئی تھیں' ان یادوں کو محسوس کرنا چاہتی تھی جو وہاں کے کونے کھدروں میں بسی ہوئی تھیں مگر اس کی نوبت ہی نہیں آئی تھی' احتشام نے سب کچھ اتنا جلدی کیا پھر اسے احتشام سے بھی کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی اور احتشام نے بھی اسے کچھ نہیں بتایا تھا اتنی بڑی رقم اسے کس کام کے لیے چاہیے تھی اور اس رقم سے وہ کیا کرنے والا تھا' حورین کو اس نے کچھ نہیں بتایا تھا جبکہ اس کارنامے سے کبریٰ بیگم اور حاکم دین بالکل لاعلم تھے۔

❁......♥......❁

ملک سے باہر جانا اور وہاں جا کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا احتشام حاکم کا دیرینہ خواب تھا جو محض چند قدم کی دوری پر تھا وہ آج بے حد خوش تھا کیونکہ اسے بیرون ملک کا ویزا ملنے والا تھا' پھر کچھ دنوں بعد وہ یہ ملک چھوڑ کر جانے والا تھا جہاں اس نے صرف مفلسی و مشکلات سے پر زندگی گزاری تھی' لڑکوں کو باہر جانے کا لالچ دینے والی کمپنی نے جب احتشام سے ایک خطیر رقم مانگی تو وہ سوچ میں پڑ گیا تھا بھلا اتنی بڑی رقم وہ کہاں سے لا سکتا تھا۔

"دیکھیے احتشام صاحب ہم تو صرف آٹھ لاکھ روپے مانگ رہے ہیں ورنہ اور کمپنیاں تو بارہ چودہ لاکھ سے کم کی بات ہی نہیں کرتیں۔" کمپنی کے منیجر نے اپنی گول گول تیز آنکھیں چشمے کے پیچھے سے گھماتے ہوئے کہا تو احتشام بناء

سوچ سمجھے جلدی سے بولا۔

''میں......میں آٹھ لاکھ کا بندوبست کرلوں گا بس آپ کسی طرح مجھے ملک سے باہر بھجوادیں۔''

''آپ آٹھ لاکھ روپے لے آیئے تو سمجھیے آپ کا ویزا ابھی آ گیا۔'' منیجر کی بات پر احتشام خوش ہوکر وہاں سے نکلا پھر اس نے تمام رات سوچا کہ کس طرح روپوں کا بندوبست کیا جائے کیونکہ ابا سے اسے ایک آنے کی بھی امید نہیں تھی' سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں جھما کا سا ہوا کسی خیال کے تحت اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی' حورین اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی' لہٰذا اپنے باپ کی جائیداد کی بھی تنہا وارث تھی احتشام کے ذہن میں یہ ترکیب آئی کہ حورین سے شادی کر کے اس کی جائیداد کو بیچ کر یہ رقم حاصل کرلی جائے۔ لہٰذا محض حورین کے گھر اور اس کے ابا کی دکان کی خاطر اس نے ماں باپ پر حورین سے شادی کرنے پر زور ڈالا تھا بیچارے احتشام کے سادہ لوح والدین احتشام کی نیت اور اس کے ارادوں کو سمجھ نہیں سکے تھے۔ اس نے بہت عجلت میں یہ دونوں چیزیں فروخت کی تھیں حالانکہ اسے اور بھی اچھے دام مل سکتے تھے مگر اس پر تو ملک سے باہر جانے کا جنون سوار تھا' خرید وفروخت کی جب تمام فارمیلیٹیز پوری ہوئیں اور رقم احتشام کے ہاتھ میں آئی تو اسی دن وہ رقم اس کمپنی کے حوالے کرآیا اور بڑی بے صبری و بے قراری سے اپنے ویزے کے آنے کا انتظار کرنے لگا جنہوں نے اسے ایک ہفتے کا وقت دیا تھا۔

❁......♥......❁

آج کل احتشام کا موڈ بہت خوش گوار تھا کبریٰ بیگم اور حاکم دین دونوں احتشام کے مزاج میں اس مثبت تبدیلی پر قدرے حیران اور کافی خوش تھے جب کہ حورین احتشام کی خوش مزاجی کی وجہ سے بخوبی واقف تھی یقیناً ایک بڑی رقم مکان اور دکان کے بیچنے سے اس کے ہاتھ آ گئی تھی مگر وہ اس بات سے قطعاً لاعلم تھی کہ احتشام نے وہ تمام رقم کسی کمپنی کے حوالے کررہی ہے جو اس کے عوض اس کو کسی باہر کے ملک کا ویزا فراہم کریں گے' احتشام کو صرف بیرون ملک جانے سے غرض تھی ملک چاہے کوئی بھی ہو وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ کسی بھی ملک میں جا کر اس کے ہاتھ میں سونے کا انڈہ دینے والی مرغی ہاتھ آ جائے گی اور وہ رات ورات امیر آدمی بن جائے گا۔ خاور آج احتشام سے ملنے اس کے گھر آیا تھا چونکہ وہ حورین اور احتشام کی شادی میں شرکت نہیں کرسکا تھا لہٰذا خاص طور پر وہ دونوں کے لیے تحائف بھی لایا تھا۔ سویٹی کا معاملہ مکمل طور پر سرد ہوگیا تھا کیونکہ رجاء خاور ہی کی طرح کسی امیر زادے کو بلیک میل کرنے کے چکر میں پکڑی گئی تھی اور اس نے یہ سب بھی اگل دیا تھا کہ اس نے خاور حیات کو سویٹی اور ابراہیم خاکوانی کے کہنے میں اسکینڈلائز کیا تھا۔ احتشام خاور سے مل کر بہت خوش ہوا تھا۔

''یار میں کل شام تمہارے گھر آیا تھا تم سے ملنے مگر تمہارے ملازم نے بتایا کہ تم سو رہے تھے سفر کی تھکان شاید ابھی تک اتری نہیں۔'' احتشام ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوا تو خاور قدرے نظریں چرا کر بولا۔

''ہاں ابھی میرے سونے جاگنے کی روٹین سیٹ نہیں ہوئی اس لیے۔'' پھر مسکرا کر احتشام کی جانب دیکھتے ہوئے کچھ افسوس سے کہا۔

''دیکھو نا یار ہم تینوں ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے تھے ایک ساتھ گھومتے پھرتے' کھاتے پیتے تفریح وغیرہ کرتے تھے اور دیکھو تم دونوں کی ہی شادی میں' میں شرکت ہی نہیں کرسکا اس بات کا مجھے بہت افسوس رہے گا۔''

''ایمان سے یار ہم نے بھی تجھے بہت مس کیا تھا' میری شادی تو کافی سادگی سے ہوئی تھی مگر سمیر کی شادی تو دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔'' احتشام کی بات پر خاور نے لحظہ بھر کو اسے دیکھا پھر کچھ سوچ کر اسے مخاطب کرتے ہوئے گویا ہوا۔

''احتشام تم تو فی الحال شادی کرنے کے سخت خلاف تھے پھر اچانک تم نے کیسے شادی کرلی۔ یقیناً تمہارے

سنہری باتیں

- بُرے دوستوں سے بچو کیونکہ وہ تمہارا تعارف بن جاتے ہیں۔
- جب تک کسی سے بات چیت نہ کرو اسے حقیر نہ جانو۔
- تحریر ایک خاموش آواز ہے اور قلم ہاتھ کی زبان ہے۔
- دولت کے بھوکے کو کبھی حقیقی سکون نہیں ملتا۔
- ہر ناکامی کے بعد کامیابی حاصل ہوتی ہے شرط یہ ہے کہ ناکامی کے بعد مایوس نہ ہوا جائے۔
- دشمنوں کو نیک مشورے سے شکست دو اور دوستوں کو اخلاق و انکسار سے اپنا گرویدہ بناؤ۔
- عورت مصیبت اور غم کو کم کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔
- امید کا دوسرا نام غریبوں کی قوت ہے۔
- بہترین قول ذکر ہے، بہترین فعل عبادت اور بہترین خصلت علم ہے۔
- ایسے فائدوں سے پرہیز کرو جو دوسروں کے لیے نقصانات کا باعث ہوں۔

مسز نگہت غفار...... کراچی

والدین نے تمہیں مجبور کیا ہوگا۔" خاور کے آخری جملے پر احتشام بھنویں چڑھا کر زعم سے بولا۔

"اس دنیا میں ایسا کوئی بھی شخص نہیں ہے جو احتشام کو مجبور کرسکے، میں نے یہ شادی اپنی مرضی اور اپنی غرض کی بناء پر کی ہے۔"

"اپنی غرض......" خاور نے اسے قدرے چونک کر دیکھا جبکہ خاور سے ملنے کی غرض سے اندر آتی کبریٰ بیگم بے ساختہ چوکھٹ تھام کر رہ گئیں۔

"حورین بھابی سے شادی تم نے کسی غرض کی بناء پر کی' آخر کیا غرض ہے تمہاری؟" خاور کی آواز ابھری تو کبریٰ بیگم کے دل کی دھڑکنیں بری طرح بے ترتیب ہوگئیں۔

"مجھے باہر جانے کے لیے رقم کی بے پناہ ضرورت تھی جب کہ حورین کے والدین نے جائیداد کے نام پر دو ڈربے نما مکان اور چھوٹی سی دکان اس کے حوالے کی تھی بس اسی غرض کی بناء پر میں نے حورین سے شادی کرلی۔" احتشام کے اتنے خود غرضانہ انداز اور بے حس وسفاک لفظوں کو سن کر کبریٰ بیگم مارے صدمے وحیرت سے گنگ رہ گئیں۔ دونوں لڑکوں کی دروازے کی جانب پشت تھی لہٰذا دونوں کو معلوم نہیں ہوسکا کہ پیچھے کھڑی کبریٰ بیگم سب جان گئی ہیں وہ اپنے ریزہ ریزہ وجود کو بمشکل سمیٹ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیں۔ مزید کچھ اور سننے کی ان میں تاب نہیں تھی نہ سننے کی ضرورت تھی' وہ جان گئی تھیں کہ احتشام اب ہر حد سے گزر چکا ہے۔

"تو حورین بھابی وہ دونوں چیزیں تمہارے حوالے کردیں گی؟"

"اس کی میرے سامنے انکار کی مجال بھی نہیں تھی' بہرحال میں نے دونوں چیزیں بیچ کر رقم کمپنی میں جمع کروادی ہے بس اب تو مجھے اپنے ویزے کا انتظار ہے۔" آخر میں وہ انتہائی جوش سے بولا تو خاور محض اس کو دیکھتا رہ گیا جب ہی آتشی گلابی شلوار سوٹ میں دوپٹہ سلیقے سے سر پر جمائے حورین لوازمات سے بھری ٹرے لے کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی خاور اسے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہوا اور اسے شادی کی مبارک باد دی۔ حورین احتشام کے کہنے پر وہیں صوفے پر ٹک

گئی کسی بھی طرح کے میک اپ سے عاری چہرہ لیے حورین اس پل گلاب کے پھول کی مانند لگ رہی تھی سوٹ کے رنگ کا عکس اس کے چہرے کو انتہائی دلکش و دل فریب بنا رہا تھا۔

''ارے حورین بھابی آپ تو کہیں سے بھی نئی دلہن نہیں لگ رہیں اب اتنی سادگی بھی اچھی نہیں ہوتی۔'' خاور ہنستے ہوئے حورین سے بولا تو وہ گڑبڑا سی گئی۔ بے اختیار اس نے احتشام کو دیکھا جو چائے کی پیالی کی جانب متوجہ تھا۔

''جی بس ایسے ہی۔'' وہ فقط اتنا ہی کہہ سکی پھر اس نے بڑی محبت سے اسے تحفے پیش کیے تو وہ لینے میں تامل برتنے لگی کیونکہ وہ سب کافی قیمتی تھے جبکہ خاور بے حد اصرار کر رہا تھا۔

''خاور بھائی میں ان میں سے ایک تحفہ لے لیتی ہوں اتنے سارے تحفوں کی کیا ضرورت؟'' اس نے پرفیوم کے سیٹ کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے کہا جب کہ اس کے علاوہ وہ جیولری سیٹ ریسٹ واچ کا خوب صورت سا سیٹ اور کاسمٹکس کی چیزیں بھی لایا تھا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔'' خاور تھوڑا خفا ہو کر بولا پھر احتشام کو مخاطب کر کے گویا ہوا۔ ''احتشام یہ سب چیزیں میں اتنے خلوص و محبت سے لایا ہوں اور دیکھو تمہاری وائف یہ سب لینے سے انکار کر رہی ہے تم ہی سمجھاؤ نا انہیں۔''

''حورین لے لو سب خاور کوئی غیر نہیں ہے میرے بھائی جیسا ہے۔'' احتشام کے کہنے پر اب حورین کے پاس انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی لہٰذا وہ نگاہیں جھکا کر دھیرے سے شکریہ کہہ کر رہ گئی۔ جب ہی خاور مطمئن ہو کر احتشام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''بھئی احتشام میں نے سمیر اور تمہاری دعوت کا پروگرام بنایا تھا مگر سمیر کی وائف کی آج کل طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو تم دونوں میرے ساتھ ڈنر پر چلنا۔''

''کیوں نہیں یار جب تم کہو ہم چلنے کو تیار ہیں۔'' احتشام خوش مزاجی سے بولا تو خاور احتشام کے والدین کی بابت دریافت کرنے لگا۔ جب ہی اچانک حورین کو کبریٰ بیگم کا خیال آیا وہ جب چائے بنا رہی تھی تو وہ حورین سے یہ کہا تھا۔

''میں ذرا خاور سے مل لوں بہت عرصے بعد آیا ہے۔'' حورین کو یک دم کبریٰ بیگم کی فکر لاحق ہوئی تو وہ چائے کے برتن اٹھانے کے بہانے خود بھی وہاں سے اٹھ کر چلی آئی۔

❁......♥......❁

سمیر خاور سے اس دن کے بعد سے ملنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ خاور جان بوجھ کر سمیر کو نظر انداز کر رہا تھا ابھی بھی وہ بغیر فون کیے خاور کے گھر پہنچا تاکہ اسے پکڑ سکے مگر ملازم نے بتایا کہ وہ اپنے دوست کے گھر گئے ہوئے ہیں۔

''کس دوست کے گھر گئے ہیں کچھ بتا کر گئے ہیں؟'' سمیر کچھ سوچتے ہوئے بولا تو ملازم نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

''مجھے معلوم ہے خاور کہ تم جان بوجھ کر مجھ سے ملنے اور بات کرنے سے کترا رہے ہو یہ تم اچھا نہیں کر رہے خاور تمہیں مجھ سے بات تو کرنی ہی پڑے گی۔'' ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ مسلسل خاور کی بابت سوچ رہا تھا۔ جب گھر پہنچا تو اس کی امی اور چھوٹی بہن نے گھبرا کر اسے بتایا کہ ساحرہ کی طبیعت بہت خراب ہو رہی ہے اسے فوراً ہاسپٹل لے کر جانا پڑے گا یہ سنتے ہی اس نے جلدی سے اپنے کمرے کی جانب دوڑ لگائی۔

❁......♥......❁

حورین مجرموں کی طرح سر جھکائے کبریٰ بیگم اور حاکم دین کی سامنے بیٹھی ہوئی تھی احتشام خاور کے ساتھ ہی باہر نکل گیا تھا۔ حورین جب کبریٰ بیگم کے کمرے میں آئی تو انہیں گم صم بیٹھا دیکھ کر پریشان سی ہوگئی حورین کے استفسار پر کبریٰ بیگم نے احتشام کی تمام گفتگو اسے سنائی اور پھر آخر میں جب کڑے تیوروں سمیت براہ راست اس

اچھی باتیں

❁ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ مشترکہ ملکیت پر کبھی نہ کبھی جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے۔
❁ زندگی سے پیار کریں کیونکہ یہ صرف ایک بار ملتی ہے۔
❁ آپ جانتے ہیں کہ خوشیوں کے ساتھ غم کیوں ہوتے ہیں تاکہ ہماری خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگے۔
❁ دوسروں سے لگائی گئی توقعات آپ کو ہمیشہ دکھی کر دیتی ہیں' بہتر یہی ہے کہ خود کو دکھی نہ کریں۔
❁ کبھی بھی اپنوں سے ایسی لڑائی نہ لڑنا کہ لڑائی تو جیت جاؤ مگر اپنوں کو ہار جاؤ۔
❁ زندگی کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ یہ ہم سے صرف ایک بار روٹھتی ہے۔

نشاط کامران...... کراچی

سے پوچھا کہ مکان اور دکان احتشام کے حوالے کر دی ہے؟ تو جواباً وہ اپنا سر جھکا گئی اور کبریٰ بیگم سب کچھ جان گئیں اور بے اختیار رونے لگیں حورین بھی ان کو سنبھالتے سنبھالتے رونے لگی جب ہی حاکم دین گھر میں داخل ہوئے اور دونوں کو یوں روتے دیکھا تو بے تحاشا گھبرا گئے اور جب انہیں کبریٰ بیگم کی زبانی سچائی کا علم ہوا تو انہیں بھی بے تحاشا صدمہ پہنچا' کافی دیر تک وہ کچھ بول ہی نہیں سکے تینوں نفوس رات کا کھانا بھلائے یونہی گم صم بیٹھے تھے جب احتشام کی بائیک کی آواز گونجی تھی حورین کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا۔ یقیناً خالو احتشام پر بہت زیادہ گرجنے برسنے والے تھے اور پھر ہوا بھی یہی۔

''اوہ تو تم نے اماں ابا کو سب کچھ بتا دیا تمہیں میں نے کہا تھا کہ خاموش رہنا اب دیکھو کیا کرتا ہوں میں تمہارے ساتھ؟'' احتشام خطرناک تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے بولا تو حاکم دین زور سے دہاڑے۔

''خبردار احتشام اگر حورین پر تم نے کوئی سختی کی' اس بے چاری نے تو ہمیں کچھ نہیں بتایا تمہاری ماں نے خود تمہارے منہ سے تمہاری گوہر فشانی سنی ہے جو تم خاور کے سامنے بیان کر رہے تھے۔'' یہ سن کر احتشام لمحہ بھر کو گڑبڑایا مگر پھر دوسرے ہی پل ڈھٹائی و بدتمیزی سے بولا۔

''وہ چیزیں میری بیوی کی تھیں میں انہیں بیچ دوں یا آگ لگا دوں آپ لوگ کون ہوتے ہیں درمیان میں بولنے والے۔''

''کیا...... ؟ کہیں تو نے وہ دونوں چیزیں بیچ تو نہیں دیں۔'' حاکم دین کے دل میں پرزور خدشے نے سر ابھارا تو وہ کپکپاتے لہجے میں گویا ہوئے۔

''ہاں بیچ دیں میں نے! کیونکہ مجھے اس ملک سے باہر جانا ہے' یہاں کیڑے مکوڑوں کی طرح سسک سسک کر زندگی گزارنا مجھے قطعاً منظور نہیں' سمجھے آپ دونوں۔'' وہ چلا چلا کر بولتا رہا جبکہ دونوں میاں بیوی بھونچکا سے اس کی جنون بھری کیفیت کو دیکھتے رہ رہے۔ احتشام بک جھک کر کمرے سے باہر نکلا تو بے اختیار حورین کے منہ سے ایک سسکی برآمد ہوئی پھر وہ بھی چپ چاپ کمرے سے باہر نکل گئی۔

❁......♥......❁

ساحرہ نے ایک صحت مند اور خوب صورت سے بیٹے کو جنم دیا تھا۔ سمیر شاہ کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا' سوائے ساحرہ کے سب ہی اس ننھے مہمان کی آمد سے بے پناہ خوش و پرجوش تھے۔

''دیکھو ساحرہ ہمارا بیٹا کتنا خوب صورت ہے بالکل اپنے باپ پر گیا ہے۔'' وہ فرط مسرت سے بولا تو ساحرہ نے

زمانے بھر کی بیزاری چہرے پر سجاتے ہوئے ایک نگاہ اسے دیکھا دوسرے ہی پل اسے اس گول گوتھنے پر بے اختیار پیار آ گیا مگر سمیر کی موجودگی کے خیال سے وہ اپنے جذبات پر قابو پا کر تنک کر بولی۔
"سمیر اب تم مجھ سے یہ امید مت رکھنا کہ میں ساری ساری رات جاگ کر اسے سنبھالوں گی میں اپنی نیند کی قطعی قربانی نہیں دے سکتی اور پھر میری آنکھوں کے نیچے حلقے بھی پڑ جائیں گے میری ہیلتھ خراب ہو جائے گی۔"
"ساحرہ ڈارلنگ تم اس بات کی بالکل فکر مت کرو امی اور طوبیٰ (چھوٹی بہن) وہ سب کر لیں گے اور پھر میں اس کے لیے ایک گورنس بھی رکھ لوں گا۔" وہ اس وقت مکمل طور پر اپنے بچے میں مگن تھا' ساحرہ کی بات پر بغیر برا منائے بولا تو وہ محض اسے دیکھ کر رہ گئی۔

❀......❤......❀

وہ شام کو صحن کے ایک جانب بنے چھوٹے سے باغیچے میں پانی دے رہی تھی جب ہی مضمحل سے حاکم دین وہاں آ کر بید کی کرسی پر آ بیٹھ گئے۔ آج انہوں نے دکان نہیں کھولی تھی صبح وہ کافی بوجھل طبیعت لے کر اٹھے تھے لہٰذا انہیں دکان جانے کی ہمت نہیں ہوئی پھر حورین اور کبریٰ بیگم کے اصرار پر انہوں نے گویا چھٹی کر لی تھی۔
"خالو جان اب آپ کی طبیعت کیسی ہے' کمزوری اگر ابھی بھی محسوس ہو رہی ہے تو پلیز میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلیں۔" حورین انہیں متفکرانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی تو وہ اس کی بات پر ایک تھکن زدہ مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیر کر محض ایک سرد آہ بھر کر رہ گئے۔ حورین نے انہیں سوچوں میں غلطاں پایا تو ایک بار پھر انہیں مخاطب کر کے بولی۔
"کیا ہوا خالو جان کیا سوچ رہے ہیں آپ؟ مجھے بتائیں نا کہ آپ اب کمزوری تو محسوس نہیں کر رہے۔" حورین سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان کے قریب آ کر تشویش زدہ لہجے میں بولی تو حاکم دین نے انتہائی پر شفیق نگاہوں سے اسے دیکھا پھر بہت حلاوت سے بولے۔
"میری بیٹی میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم ہماری سگی اولاد نہیں ہو مگر ہمارے دکھ درد اور تکلیف کا اس قدر احساس ہے اور ایک وہ ہے میرے اپنے وجود کا حصہ میرا اپنا خون غیروں سے بدتر نالائق نا ہنجار......!" آخر میں ان کا لہجہ مشتعل سا ہو گیا۔
"خالو جان آپ پلیز ایسا مت کہیں' میں آپ کی سگی بیٹی نہیں ہوں مگر سچ میں' میں آپ کو اپنے ابا جیسا سمجھتی ہوں' آپ اور خالہ امی ہی میرے ماں باپ ہیں میری دنیا میری کل کائنات ہیں۔" حورین ان کے قریب دوزانو بیٹھ کر بھیگے لہجے میں بولی تو حاکم دین نے دست شفقت اس کے سر پر رکھا۔
"تم بھی ہمیں بہت پیاری ہو' بہت عزیز ہو میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر والدین کو تم جیسی نیک فطرت نرم دل اور سعادت مند بیٹی عطا کرے! بس تم اس بے بس اور لاچار باپ کو معاف کر دینا ہم نے تمہارے ساتھ بہت بڑی زیادتی کر ڈالی بیٹا۔" حاکم دین اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکے بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے' جنہیں دیکھ کر حورین بری طرح تڑپ اٹھی۔
"یہ کیا کہہ رہے ہیں خالو جان آپ پلیز روئیے مت ورنہ میں بھی رونا شروع ہو جاؤں گی۔"
"نہیں حورین پہلے اس بے بس باپ کو تم معاف کر دو۔"
"باپ بیٹیوں سے معافی نہیں مانگتے خالو جان۔"
"میں...... میں شاید تمہارا گناہ گار ہوں بیٹی دراصل احتشام نے تمہارے باپ کی زندگی میں ہی تم سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔" حاکم دین کے اس جملے پر حورین نے انہیں انتہائی اچھنبے سے دیکھا' ان کے دل میں اس بات کا

در قفس سے پرے جب صبا گزرتی ہے
کسے خبر کہ اسیروں پہ کیا گزرتی ہے
تعلقات کبھی اس قدر نہ ٹوٹے تھے
تری یاد بھی بادل سے خفا گزرتی ہے
وہ اب ملے بھی تو ملتا ہے اس طرح
بجھے چراغ کو چھو کر جیسے ہوا گزرتی ہے
بھنور سے بچ تو گئیں کشتیاں مگر اب کے
دلوں کی خیر کہ موجِ بلا گزرتی ہے
تو پوچھو اپنی انا سے بغاوتیں محسن
در قبول سے بچ کر دعا گزرتی ہے

انتخاب: ہالہ سلیم......کراچی

بوجھ تھا کہ انہوں نے حورین سے اتنی بڑی سچائی کو چھپایا تھا' یہ بوجھ انہیں دن رات گھن کے لگا تا تھا سو آج ہمت کر کے انہوں نے حورین کو سب کچھ بتانے کی ٹھان لی اور حورین ایک کربناک اذیت کی لہر میں گھری وہ تمام باتیں سنتی رہی۔

"ہمارے کہنے پر سمیر بیٹے نے تمہارے ابا سے بات کی اور وہ نصیب کا مارا یہ بات جان کر اسی رات یہ دنیا چھوڑ کر چلا گیا۔" اپنی بات مکمل کر کے حاکم دین ایک بار پھر رونے لگے اسی پل حورین جیسے ہوش میں آئی' اس نے بے اختیار ان کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

"میری بات غور سے سنیے خالو جان! ان ساری باتوں میں آپ کا کوئی قصور نہیں اور نہ ہی خالہ امی کا' یہ سب میرے نصیب میں لکھا تھا اور نصیب کا لکھا ٹالا نہیں جا سکتا ابا جان آپ کو میری قسم اگر آج کے بعد آپ نے خود کو موردالزام ٹھہرایا تو......!" حورین نے انہیں مسلسل آنسو بہاتے دیکھا تو ان کا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر آج پہلی بار ابا جان کہہ کر مخاطب کیا جبکہ حاکم دین نے فوراً اس کی بات کو قطع کر کے کہا۔

"کچھ غلط مت بولنا میری بیٹی ٹھیک ہے، ہم اپنے آپ کو خطا کار نہیں سمجھیں گے بس تو سلامت رہے تجھے زندگی کی تمام خوشیاں ملیں' آمین۔" حورین ان کی بات پر دھیرے سے مسکرا دی جبکہ چند قدم کے فاصلے پر تخت پر ایستادہ کبریٰ بیگم بھی یہ سب سن اور دیکھ کر بھیگی آنکھوں سے حورین کی مسکراہٹ کی دائمی ہونے کی دعا کرنے لگیں۔

❀......♥......❀

احتشام کو اس پل یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے آسمان سے دھکا دے کر منہ کے بل گرا دیا ہو وہ یک دم ہوا میں معلق ہو گیا ہو۔ اس کے پیروں تلے زمین ہی نہ ہو' اس کے سارے خواب سارے ارادے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے' اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ اتنا بڑا فراڈ ہو گیا تھا' اسے تو لگ رہا تھا کہ اس کی منزل محض چند قدم کے فاصلے پر کھڑی ہے مگر یہ کیا! جسے وہ منزل سمجھ رہا تھا وہ نگاہوں کا دھوکہ محض ایک سراب تھا' احتشام بجائے ایک ہفتہ بعد جانے کے وہ پانچویں دن اس مطلوبہ کمپنی کے آفس پہنچا تھا جنہوں نے اسے ویزا دلوانے کا لالچ دیا تھا' کیونکہ مزید اس سے صبر ہی نہیں ہو رہا تھا وہاں جا کر دیکھا تو اس آفس کا نام ونشان تک نہیں تھا' وہ جیسے صدمے سے پاگل سا ہونے لگا' آس پاس کے لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ کمپنی فراڈ تھی جو نوجوانوں کو باہر بھیجنے کا لالچ

دے کر لوگوں کے لاکھوں روپے لوٹ کر راتوں رات بھاگ گئے۔“
”نہیں ایسا نہیں ہوسکتا میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ اتنا بڑا فراڈ نہیں ہوسکتا۔“ وہ اپنے بالوں کو بری طرح نوچتے ہوئے بولا۔ اس کے لیے یہ صدمہ بہت شدید تھا۔

❀......♥......❀

آج کافی دن بعد خاور کلب آیا تھا وہ جم خانے کی جانب چلا آیا ابھی اسے ایکسر سائز شروع کیے بمشکل دس منٹ ہی گزرے تھے کہ پیچھے پیچھے سمیر شاہ چلا آیا تھا۔
”خاور یہ تم ٹھیک نہیں کررہے؟“
”میں کیا ٹھیک نہیں کررہا۔“
”مجھ سے کیوں کترا رہے ہو؟“
”میں تم سے کترا نہیں رہا یہ محض تمہارا وہم ہے۔“
”اوہ کم آن خاور میں کوئی ناسمجھ بچہ نہیں ہوں‘ جسے تم اس طرح بہلالو گے۔“
”میں اس وقت مصروف ہوں۔“
”تمہاری اس مصروفیت سے زیادہ میری بات زیادہ اہم ہے۔“ سمیر نے مشین کا بٹن بند کرتے ہوئے قطعیت بھرے لہجے میں کہا تو یک دم مشین کے بند ہوجانے پر خاور بھی ناچار رکا‘ اس نے انتہائی ناپسندیدہ نگاہوں سے سمیر شاہ کو دیکھا پھر مشین سے اتر کر دوسری جانب چلا گیا‘ سمیر شاہ اس کے پیچھے پیچھے ہی چلا آیا۔
”تمہیں میرے پیچھے آنے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے کیا؟“ وہ انتہائی رکھائی سے بولا تو سمیر شاہ اسے مسکرا کر دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔
”فی الحال اس کام سے ضروری میرے پاس کوئی کام نہیں ہے۔“ خاور اسے محض دیکھتا رہ گیا پھر ویٹ اٹھاتے ہوئے ہنوز لہجے میں بولا۔
”سمیر تم میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔“
”یہ بات تم خود کو بھی سمجھالو تو بہتر ہے۔“
”مجھے معلوم ہے کہ کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔“
”میں تمہارا دوست ہوں‘ تمہارے لیے کیا بہتر ہے اور کیا بہتر نہیں یہ سمجھانا اور بتانا میرا فرض ہے۔“ سمیر خاور کو دوبدو جواب دیتے ہوئے بولا تو خاور زچ ہوا۔
”دیکھو سمیر اس وقت میرا موڈ بالکل اچھا نہیں ہے لہٰذا تم مجھ سے ابھی الجھنے کی کوشش مت کرو۔“ وہ اپنا بایاں ہاتھ اٹھاتے ہوئے بےزاری سے بولا تو سمیر محض اسے دیکھتا رہ گیا۔

❀......♥......❀

دو دن سے احتشام اپنے کمرے میں بند تھا‘ اس کا صدمہ کسی طور کم نہیں ہورہا تھا‘ کبریٰ بیگم‘ حاکم دین اور حورین کو بھی سب معلوم ہوگیا تھا کہ کمپنی فراڈ تھی‘ یہ بات حاکم دین کو اپنے دوست کے بیٹے سے معلوم ہوئی تھی۔ جو اخباری رپورٹر تھا۔ تینوں اپنی اپنی جگہ خاموش تھے کسی نے بھی احتشام سے اس حوالے سے بات نہیں کی تھی۔ تیسرے دن خاور احتشام کے گھر آیا اور اسے اس بابت معلوم ہوا تو اس نے احتشام کو کافی تسلی و تشفی دی۔
”کیا احتشام تم یوں لڑکیوں کی طرح سوگ منا رہے ہو ارے جب ایک در بند ہوتا ہے تو دس در کھلتے ہیں۔“

”ہوں یہ ایک در کتنی مشکلوں سے مجھے ملا تھا وہ کمپنی ہی فراڈ نکلی۔“ وہ پیچ وتاب کھا کر بولا۔
”تم ہمت مت ہارو حوصلہ رکھو ان شاء اللہ کوئی نہ کوئی اور راستہ ضرور نکلے گا۔“
”بس یار میں ایک دفعہ یہاں سے چلا جاؤں تو بھول کر بھی میں ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔“ احتشام ٹھوس لہجے میں اپنے دائیں ہاتھ کا مکا بنا کر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے ہوئے بولا تو اسی دم کبریٰ بیگم چائے کی ٹرے اٹھائے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔
”ارے آنٹی آپ نے کیوں تکلیف کی حورین بھابھی لے آتیں۔“
”ارے بیٹا وہ ساتھ والے گھر قرآن خوانی میں گئی ہوئی ہے وہ تو جانا ہی نہیں چاہ رہی تھی میں نے ہی اسے زبردستی بھیجا ورنہ تو ہر وقت کام میں مصروف رہتی ہے۔“ کبریٰ بیگم کے لہجے میں حورین کے لیے محبت وحلاوت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔
”ہوں لگتا ہے ساس بہو میں بہت اچھی نبھ رہی ہے۔“
”ارے وہ میری بہو تھوڑی ہے میری بیٹی ہے بیٹی۔“ خاور ان کی بات پر زور سے ہنسا۔

❀......♥......❀

حورین قرآن خوانی ختم ہوتے ہی گھر کی جانب دوڑی تھی‘ شام کے دھندلکے گہرے ہوکر معدوم ہوچکے تھے جبکہ رات کی سیاہی بڑی تیزی سے چہار سو پھیل رہی تھی۔ آج اماوس کی رات تھی آسمان پر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا‘ حورین کبریٰ بیگم کو مختصراً احوال بتا کر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر صحن میں بنے اپنے کمرے کی جانب آئی اس وقت صحن اور کمرے کی لائٹ بھی بند تھی اس کا ارادہ تھا کہ جلدی سے کپڑے بدل کر وہ نیچے آکر روٹیاں پکالے گی‘ اپنی جون میں وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ کسی کے وجود سے وہ پوری قوت سے ٹکرائی دو مضبوط ہاتھوں نے اسے گرنے سے بچایا تھا‘ حورین بری طرح گھبرائی اسے لگا کہ احتشام ابھی اس پر برسے گا اسے سخت سست سنائے گا مگر یہ کیا؟ اس نے انتہائی محبت سے حورین کا ہاتھ تھاما‘ حورین کچھ حیران حیران سی گھپ اندھیرے میں احتشام کے وجود کو دیکھے گئی جبکہ اگلے لمحے اس نے اس کی جانب پیش قدمی کی اسی پل کلون اور پرفیوم کی نامانوس مہک اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تو اس نے الجھ کر محض ایک انچ کے فاصلے پر ایستادہ اس وجود کو دیکھنے کی سعی کی جس نے اس سے اس پر جھکنا ہی چاہا کہ یکلخت احتشام کی تند وتیز آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔
”ایک تو اس گھر میں کوئی آرام سے نہا بھی نہیں سکتا‘ امی پانی ختم ہوگیا ہے موٹر چلائیں۔“
حورین کے بدن میں ہزار والٹ کا گویا کرنٹ دوڑ گیا انتہائی متوحش ہوکر وہ چند قدم پیچھے ہٹی اور اندھیرے میں سرعت سے سوئچ بورڈ کو ٹٹولا‘ کمرا روشنی سے منور ہوگیا جب کہ سامنے کھڑے شخص کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ کر بمشکل اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بے ساختہ در آنے والی چیخ کو روکا اس کے کپکپاتے لبوں سے انتہائی دقتوں سے نکلا۔
”آپ......!“

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)